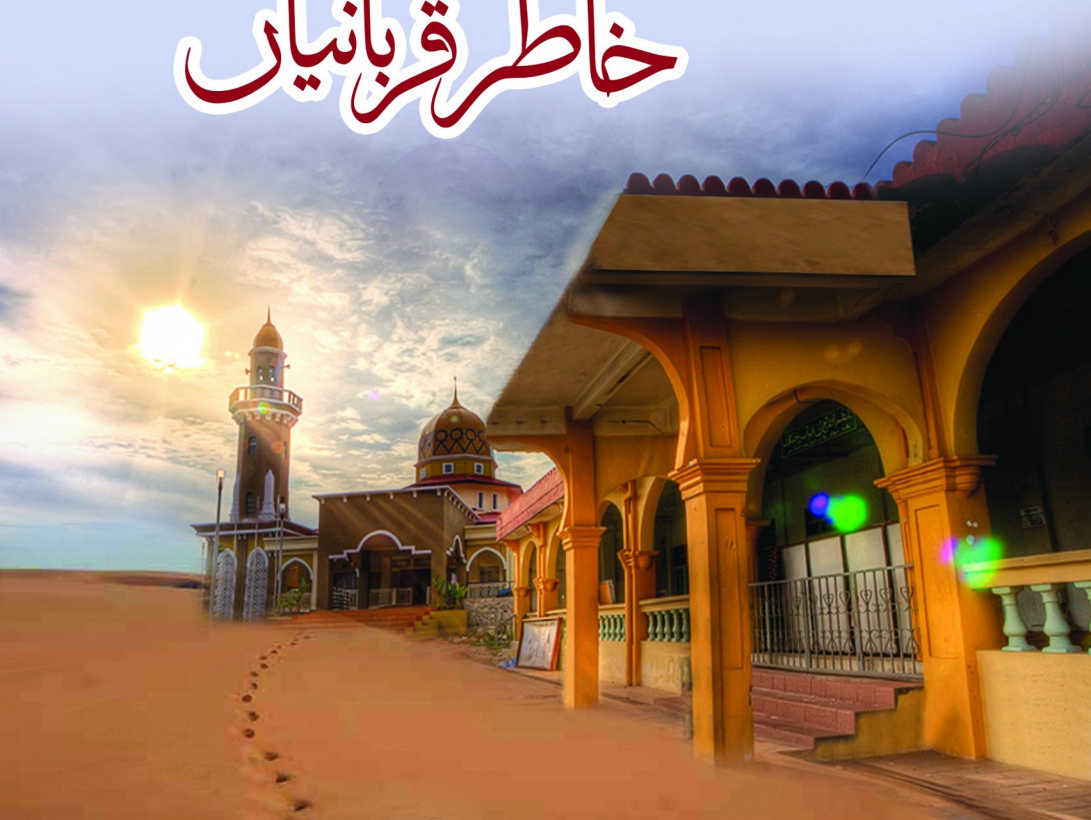


صحابیائے امیر دین کی خاطر قربانیاں



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صحابيات اور دين كى خاطر قربانیاں

دُرود شريف كى فضيلت

رَسُولِ اَكْرَم، شهنشاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جُمُعہ تمہارے دنوں میں سے سب سے اَفْضَل دن ہے، اسی میں حضرت آدم (عَلِیْہِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام) پیدا ہوئے، اسی دن صُور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت آئے گی، لہٰذا اس دن مجھ پر کثرت سے دُرودِ پاک پڑھا کرو کیونکہ تمہارا دُرودِ پاک مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ ایک صحابی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عَرَض کی: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمارا دُرودِ پاک آپ تک کیسے پہنچے گا حالانکہ آپ کے وصال کو مَدّت ہو چکی ہوگی؟ تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے زمین پر اُنْبِیَا ؓ کے کرام (عَلِیْہِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام) کے اجسام کو کھانا حرام فرمادیا ہے۔^①

چھوڑو مت غافلُو دُرود شریف	حکمِ حق ہے پڑھو دُرود شریف
جتنا پہنچا سکو دُرود شریف	تحفہ روحِ نبی کو پہنچاؤ
جس قدر جس کا ہو دُرود شریف	جا کے وہاں پیش ہو گا نامِ بنام
تم بھی بھیجا کرو دُرود شریف	خود خدا بھیجتا ہے ان پہ دُرود
دل سے بھیجیں گے جو دُرود شریف	پائیں گے چار پُشت تک بَرَکّت

① ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ... الخ، باب فی فضل الجمعة، ص ۱۷۷، حدیث: ۱۰۸۵

آخرت كے سَرِّ كو اے بيدل توشہ تم لے چلو دُرود شريف^۱

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

راہِ خدا میں پہلی جان کی قربانی

مشہور صحابی حضرت سیدنا عمار بن یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا سَمِیَّہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا وہ شیر دل خاتون ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے شجرِ اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ یوں انہیں جہاں اسلام کی شہیدہ اول ہونے کا اعزاز حاصل ہوا تو وہیں یہ شرف بھی ملا کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا راہِ خدا میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والی واحد صحابیہ بن گئیں۔

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا شجرِ اسلام کے ثمرات سے فیض یاب ہونا ہی آپ کا جرم بن گیا اور کفر کے اندھوں نے ان پر ظلم و ستم کے وہ پہاڑ توڑے کہ اَلْاَمَانُ وَالْحَفِیْظُ۔ چُناںچہ مروی ہے کہ رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو اپنے بیٹے حضرت سیدنا عمار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور شوہر حضرت سیدنا یاسر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سمیت مکہ مکرمہ زَادَا اللہُ شَرَفًا وَتَعَفُّیًا کے تپتے صحرا میں مقامِ اَبْطَح پر ایذا میں پاتے دیکھتے تو ارشاد فرماتے: اے آلِ یاسر! صبر کرو! تمہارے لیے جنت کا وعدہ ہے۔^۲ اہل مکہ بالخصوص دشمنِ اسلام ابو جہل نے کون سا ستم ہے جو ان پر نہ کیا، اسے بس اسی بات سے سمجھ لیجئے کہ

[۱]..... نور ایمان از عبد السمیع بیدل، ص ۳۹ ملقطاً

[۲]..... اصباحہ، ۱۱۳۲۲-سمیہ بنت خطاب، ۸/۲۰۹

آپ رضى اللہ تعالیٰ عنہا کو لوہے كى زرہ پہنا كر سخت دھوپ ميں كھڑا كر ديا جاتا۔^①

پيارى پيارى اسلامى بہنو! ذرا تصور كييجئے كہ جب دھوپ كى گرمى سے لوہے كا لباس تنيے لگتا ہو كا تو عَرَب ميں سُوَرَج كى تيش اور اس پر لوہے كے آگ برساتے لباس ميں آپ كا كيا حال ہوتا ہو گا۔ مگر قربان جايئے اس شہيدہ اول كى عَظَمَت و اِسْتِقَامَت پر! آپ كے دل ميں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس كے رسول صَلَّ اللہُ تَعَالٰى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم كى مَحَبَّت اس طرح گھر كر چكى تھى كہ اتنى سخت تكاليف كے باوجود آپ رضى اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام كا دامن نہ چھوڑا، بلکہ ڈٹ كر ان مُشْكِل حالات كا مُقَابَلہ كيا اور اس سلسلے ميں ان سردارانِ قریش كى عَظَمَت و برترى كا قطعاً لحاظ نہ ركھا كہ جو ہر لمحہ انہیں دوبارہ كُفَر كے اندھیروں ميں دھكيلنے كے ليے ايرى چوٹى كا زور لگا رہے تھے، آپ كا صَبْر و اِسْتِقَامَت سے اسلام پر ڈٹ جانا ان سردارانِ قریش كے منہ پر گويا ايك طمانچہ تھا، كيونكہ قریش كى عَظَمَت كا سِكَّہ تو پورے عرب پر تھا اور وہ اس بات كو كيسے بَرَدَاشت كر سكتے تھے كہ انہى كى آزاد كردہ ايك نادار باندى ان كى غيرت كويوں للكا رے۔ يہى وجہ ہے كہ وہ اس ہَزِيْمَت (شَكْسَت) كو بَرَدَاشت نہ كر سكتے اور آپ كے خون سے سر زمين عَرَب كو سيرا ب كر كے اپنے تئىں آپ كا قِصَّہ تمام كر ديا، جس كا سَبَب كچھ يوں ہوا كہ ايك مرتبہ ابو جَہْل نے نيزہ تان كر انہیں دھمكاتے ہوئے كہا كہ تو كَلِمَہ نہ پڑھ ورنہ ميں تجھے يہ نيزہ مار دوں گا۔ حضرت بى بى سُمَيَّہ رضى اللہ تعالیٰ عنہا نے سينہ تان كر زور زور سے كَلِمَہ پڑھنا شروع كيا، ابو جَہْل نے غصہ ميں بھر كر ان كى ناف كے

① اسد الغابہ، ۷۰۲۱-سمیہ ام عمار، ۷/۵۳ اماخوذاً

بچے اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ خون میں لت پت ہو کر گر پڑیں اور شہید ہو گئیں۔ ① اللہ عَزَّوَجَلَّ كى اُن پر رَحْمَت ہو اور ان كے صَدَقے ہمارى بے حساب مَغْفِرَت ہو۔

امین بجاۃ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

جب تری یاد میں دُنیا سے گیا ہے کوئی
حسان لینے کو دِلہن بن كے قضا آئی ہے ②

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دین قربانی چاہتا ہے

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دین اسلام کا یہ لہلہاتا کھیت ہمیں ایسے ہی نہیں ملا بلکہ اس كے لیے ہمارے اَسلاف نے بہت سی قربانیاں دیں، اپنی جان و مال، گھر بار، بیوی بچے اور دیگر اَعْزَا و اَقْرَبَا غَرْض كہ ہر چیز دین اسلام كى ترقی اور اِعلائے كلمہ حق (حق كا كلمہ بلند كرنے) كے لئے قربان كر دی۔ بقول شاعر۔

حسان دی دی ہوئی اُسی كى تھی
حق تو یہ ہے كہ حق ادا نہ ہوا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! دین حق كى سربلندی كے لیے مردوں كى قربانیاں اور شجاعت و اِسْتِقَامَت كى داستانیں اپنی جگہ، مگر خواتین كى قربانیوں كا باب بھی بہت وسیع

① جنتی زیور، ص ۵۰۸ بحوالہ الاستیعاب، ۳۳۹۷-سمیہ ام عمار بن یاسر، ۵۳۴/۲

② ذوق نعت، ص ۱۷۸

ہے۔ اوّلین مسلمان خواتین نے اسلام کی خاطر کیسی کیسی مَشَقَّتیں بَرَدَاشت کیں اور اس راہ میں کیا کچھ قربان کیا؟ تاریخ ان خواتین کی جُرّات و بے باکی پر آج بھی حیران ہے۔ یاد رہے! اس دین کی جڑوں کو مَضْبُوط کرنے کے لیے سب سے پہلے ایک خاتون نے ہی اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ یہی نہیں بلکہ جب بھی دین کی خاطر اپنی یا اپنے گھر والوں کی جان دینے یا کسی کی جان لینے کی ضرورت پڑی تو مسلمان خواتین کے ماتھے پر شِکَن تک نہ اُبھری، انہوں نے گھر بار لٹا دیئے، خون کے رشتوں کو خوشی خوشی موت کے حوالے کر دیا، اپنی آبائی سرزمین کو چھوڑ کر دُور کہیں جا کر بسنا پڑا تو بھی ان کے حوصلے کبھی پست نہ ہوئے، انہیں تپتے صَحْرَاؤں میں لٹایا گیا، دیکھتے کو ٹکوں پر بچھایا گیا، لوہے کے لباس پہنا کر سُورج کی تَمَازت (شدید گرمی) کا مزہ چکھایا گیا، ان کے بچوں اور اہل خانہ کو نظروں کے سامنے سُولی پر لٹکایا گیا، نیزوں، تلواروں، خنجروں اور کوڑوں کے ساتھ لہو لہان کیا گیا، بھوکے پیاسے دھوپ میں باندھ کر رکھا گیا، گھر بار، بہن بھائی، ماں باپ، آلِ اولاد اور ہر دلعزیز رشتوں سے جُدا کیا گیا اور وِطَنِ عزیز سے نکالا گیا۔ ظُلم و جَبر، اور سَقَاکِی کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی مگر تپتے صَحْرَا اور اندھیری ٹھہرتی راتیں گواہ ہیں کہ اس صِئِفِ نازک کی اِسْتِقامت میں ذَرّہ برابر جُنُبِش نہ آئی اور ہمیشہ کے لئے اُوراقِ تاریخ کو ان کی قربانیاں مَحْفُوظ کرنا پڑیں۔ زمانے کے ظُلم و سِتم ان نُفُوسِ قَدِسیّہ سے انکی دولتِ اِیمان نہ چھین سکے۔ اس پر اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا یہ فرمان شاہد ہے کہ

وَمَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ إِنْ كَذَّبَتْ بَعْدَ إِيمَانِهَا لَيَحْنِي هِمَّ نَهْنِيسٍ جَانِسٍ كَمَا كَسَى
 مُهَاجِرَةٌ عَوْرَتَ نَعْلٍ إِيْمَانٍ لَانَّ كَيْ بَعْدَ إِسْلَامٍ سَمْنٍ مَهْمٍ يَحْمِيهِ اهْو۔^①

دين كى خاطر اذيتیں برداشت كرنے والى صحابيات طيبات

پيارى پيارى اِسلامى بہنو! حضرت سَيِّدُنا سُمَيَّہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بہت خوش قسمت تھیں جن كے جہانِ فانی سے كوچ كا سبب ان كا بَحْرِ اسلام ميں مُسْتَعْرِق ہونا بنا، آپ كے قَتْلِ ناحق سے كُفار بد آظور كا مقصود تو اكر چہ یہ تھا كہ اسلام كے نام ليوا كم ہو جائیں گے اور ڈر جائیں گے مگر یہ شخص ان كى خام خيالى ہی ثابت ہوئى، كيونكہ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كى شہادت نے عاشقانِ رسول كے دلوں ميں ايك نئى رُوح پھونك دي اور وہ سب جَنَّت كى ابدى و سُرمدى نعمتوں كے حصول كى خاطر كُفارِ مكہ كے ظُلم و ستم كو ہنس كر سہنے لگے۔ اسلام لانے پر كُفار نے مردوں پر تو ظُلم و ستم كے جو پہاڑ ڈھائے تھے وہ اپنى جگہ، مگر ان ظالموں نے عورتوں اور بچوں كو بھى مُعاف نہ كيا اور ان كے ساتھ ايسے ايسے ظالمانہ سُلوك روار كھے جن كى تصوير كشى سے قلم كا سينہ شق ہو جاتا ہے۔ آيے! ذرا مُختَصَر جائزہ لیتی ہيں كہ راہِ خدا ميں صحابياتِ طيبات رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ پر كس طرح ظُلم و ستم كے پہاڑ توڑے گئے اور انہوں نے ان مظالم پر كيا طرزِ عمل اپنايا؟

① بخارى، كتاب الشروط، باب الشروط فى الجهاد... الخ، ص ۷۰۹، حديث: ۲۷۳۳

ظلم و ستم كى آمد هياں

ظلم و ستم كى ان آمد هيوں كے آگے سينہ سپر ہو جانے والى هستيوں ميں حضرت سَيِّدُنَا نَهْدِيہ اور ان كى بيٹی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی ہیں۔ يہ دونوں بَنُو عَبْدِ الدَّار كى ايك عورت كى باندیاں تھیں جو انہیں سخت تكليفیں ديا كرتى اور کہا كرتى كہ ميں كبھی تمہیں آزاد نہ كروں گی اور يہی سُلُوك جارى ركھوں گی، اگر اس سے چھٹكارا چاہتى ہو تو توحيد كا اِنْكار كر ديا پھر يہ بھی ہو سكتا ہے كہ تمہارا ہم مَذْهَب كوئی شخص تمہیں خريد كے آزاد كر دے۔ ايك مرتبہ حضرت سَيِّدُنَا صَدِّيقِ الْاَكْبَر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان كے پاس سے گزرے تو وہ عورت اس وقت بھی انہیں يہی كہہ رہى تھی، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اے اُمّ فلاں! انہیں آزاد كر دو۔ وہ بولی: آپ نے ان دونوں كو بگاڑا ہے آپ ہی آزاد كريں۔ پُتْنا چچہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں خريد كر آزاد كر ديا۔^①

صابرہ خاتون

حضرت سَيِّدُنَا بى اُمّ عَيْنِس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بھی دين كى خاطر بہت مَظَالِم برداشت كئے۔ يہ بنى زُہرہ كى باندی تھیں اور ان كو بھی كافروں نے بہت ستايا، بے حد ظلم و ستم كيا۔ بالخصوص اُمّود بن عبدِ يَعود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كو سخت تكليف پہنچاتا اور ظلم و ستم ڈھاتا۔^②

①..... سبل الھدی والرشاد، الباب الخامس عشر فی عدوان المشرکین... الخ، ۲/۳۶۱ ملخصاً

②..... اصابہ، ۱۲۱۳- ام عیسیٰ، ۸/۴۹۱ ملقطاً

یہی نہیں بلکہ یہ بد بخت جب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر عاشقانِ خدا اور رسول کو دیکھتا تو مذاق اڑاتا۔ (آخر کار اس کا انجام یہ ہوا کہ) ایک دن یہ اپنے گھر سے نکلا تو گرم مجلس دینے والی ہوانے اسے اپنی پلیٹ میں لے لیا، جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور یہ حبشی مَعْلُوم ہونے لگا۔ جب اپنے گھر لوٹا تو اہل خانہ نے پہچاننے سے انکار کر دیا اور دروازہ بند کر لیا۔ وہاں سے حیران و پریشان واپس لوٹا اور پھر ادھر ادھر ذلیل و خوار پھرتا رہا مگر کوئی اسے پہچانتا نہ کھانے پینے کو کچھ دیتا اور یونہی بھوکا پیاسا واصلِ جہنم ہو گیا۔^①

بینائی لوٹ آئی

اللہ عَزَّوَجَلَّ کو وحدہ لا شریک ماننے اور حضورِ پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لانے کی پاداش (جُزْم) میں اذیتوں کی سنگلاخ چٹانوں کا سامنا کرنے والی ایک صحابیہ حضرت سَیِّدَتُنَا زُبَیْرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا باندی تھیں۔ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِین حضرت سَیِّدُنَا ابو بکر صِدِّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خرید کر آزاد فرمایا اور کفار کے ظلم و ستم سے نجات دلائی۔ چُنَانِجہ،

مَرَوِی ہے کہ حضرت سَیِّدُنَا عُمَرُ فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ (جو کہ ابھی تک ایمان نہ لائے تھے) اور ابو جہل آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو سخت تکالیف دیتے یہاں تک کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اس پر ابو جہل لعین نے کہا: تیری یہ حالت لات و عِزِّی (یعنی کفار مکہ کے بتوں) نے کی ہے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے صَبْر و اِسْتِقامت اور جُزْآت

① سبل الہدی والرشاد، الباب الرابع والثلاثون فی خبر بعض المستہزئین... الخ، ۲/۳۶۰ ملخصاً

بھرا جواب دیتے ہوئے کہا: لات وعزى تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کی پوجا کون کرتا ہے؟ یہ آزمائش تو میرے رب کی طرف سے ہے اور میرا مالک و پروردگار میری بینائی لوٹانے پر قادر ہے۔ چنانچہ اگلی ہی صبح اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی آنکھیں روشن فرمادیں۔^(۱)

مارتے مارتے تھک جاتے

دینِ اسلام کی خاطر مصیبتوں کے پہاڑ کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جانے والی ایک پاک طینت صحابیہ حضرت سیدتنا لیلینہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بَنی مُؤَمِّل کی باندی تھیں۔ ابتداءً اسلام میں ہی اسلام کی حَقَائِقِیت کا نور ان کے دل میں چمک اٹھا اور یہ دامنِ مصطفیٰ سے وابستہ ہو گئیں، کفارِ مکہ نے ان پر بھی ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا مُشْرِف بہ اسلام ہوئیں تو حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو دینِ اسلام چھوڑنے پر سخت سزائیں دیتے اور اتنا مارتے کہ مارتے مارتے خود تھک جاتے اور کہتے: میں تجھے کہیں کا نہ چھوڑوں گا۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا جواب میں کہتیں: اے عمر! اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ آخر کار جب ظلم و ستم بڑھتے گئے تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بھی خرید کر آزاد کر دیا۔^(۲)

[۱]..... سبیل الہدیٰ والرشاد، الباب الخامس عشر فی عدوان المشرکین... الخ، ۲/۳۱۱ ملقطاً وملخصاً

[۲]..... سیرت ابن ہشام، مباداۃ رسول اللہ... الخ، ذکر عدوان... الخ، المجلد الاول، ۱/۲۰۴ مفہوماً

چہرہ لہو لہان ہو گیا

اسلام قبول کرنے سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لانے والوں کے بہت خلاف تھے۔ چنانچہ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مککتبۃ المدینہ کی مطبوعہ 679 صفحات پر مشتمل کتاب جنتی زیور صفحہ 518 پر ہے: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن (حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے مگر یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ڈر سے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان دونوں کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو غصہ میں آگ بگولا ہو کر بہن کے گھر پہنچے، کوڑا (دروازے کے پٹ) بند تھے مگر اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آرہی تھی، دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز سن کر سب گھر والے ادھر ادھر چھپ گئے، بہن نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا کر بولے کہ اے اپنی جان کی دشمن! کیا تو نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھپٹے اور ان کی داڑھی پکڑ کر زمین پر پچھاڑ دیا اور مارنے لگے انکی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کو بچانے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑنے لگیں تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا طمانچہ مارا کہ کان کے جھومر ٹوٹ کر گر پڑے اور چہرہ خون سے رنگین ہو گیا۔ بہن نے نہایت جرات کے ساتھ صاف صاف کہہ دیا کہ عمر!

سن لو تم سے جو ہو سکے کر لو مگر اب ہم اسلام سے کبھی ہرگز ہرگز نہیں پھر سکتے۔ حضرت عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بہن کا جو لہو لہاں چہرہ دیکھا اور ان کا جوش و جذبات میں بھرا ہوا جملہ سنا تو ایک دم ان کا دل خُزَم پڑ گیا، تھوڑی دیر چپ کھڑے رہے پھر کہا کہ ابجہا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی دکھاؤ، بہن نے قرآن شریف کے ورقوں کو سامنے رکھ دیا، حضرت عمر نے سورہ حدید کی چند آیتوں کو بغور پڑھا تو کانپنے لگے اور قرآن کی حَقَاقِیَّت کی تاثیر سے دل بے قابو ہو کر تھرا گیا جب اس آیت پر پہنچے کہ اِصْنُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہِ (پ ۲۷، الحدید: ۷) یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو پھر حضرت عمر ضَبْط نہ کر سکے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے بدن کی بوٹی بوٹی کانپ اٹھی اور زور زور سے پڑھنے لگے اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ، پھر ایک دم اٹھے اور حضرت زید بن ارقم رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مکان پر جا کر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دامنِ رَحْمَت سے چمٹ گئے اور پھر حُضُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور سب مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گئے اور اپنے اسلام کا اِغْلَان کر دیا۔^①

اُمّ بلال پر مظالم کی انتہا

راہِ خدا میں دردناک آزمیتوں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے والی ایک شیر دل خاتون حضرت سَیِّدَتُنَا حَمَامہ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی ہیں۔ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا مُؤَدِّنِ رسول حضرت

① تاریخ الخلفاء، عمر بن الخطاب، فصل فی الاخبار الواردة فی اسلامہ، ص ۷۷ مفہومًا

سَيِّدُنا بلال حبشی رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ كى والدہ ماجدہ ہيں۔ امير المؤمنين حضرت سَيِّدُنا ابو بكر صديق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان پر ہونے والے مظالم كقاربرداشت نہ كر سكه تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہيں بھى خريد كر آزاد كر ديا۔^(۱)

شكارى خود شكار ہو چلے

پيارى پيارى اسلامى بہنو! صحابيات طيبات رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے دين كى خاطر جو تكاليف برداشت كيں بسا اوقات ان كا يہ تكاليف سہنا دوسروں كے قبولِ اسلام كا سبب بھى بن گيا۔ چنانچہ عروى ہے كہ حضرت سَيِّدُنا اُمّ شريك رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كے دل ميں جب اسلام كى عظمت نے بسير اكيّا تو آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كو يہ فكر دامن گير ہوئى كہ يہ خود تو نجاتِ اخروى پا جائیں گى مگر ان كى جاننے والياں كہيں جہنم كا ايندھن نہ بن جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنى جاننے واليوں كو بھى جہنم كا ايندھن بننے سے بچانے كے ليے رات دن كوششیں شروع فرما ديں۔ آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بڑى خاموشى اور استقامت سے قریش كى خواتين تك نيكي كى دعوت پہنچايا كرتى تھيں، اہل مكہ كو جب خبر ہوئى تو انہوں نے آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كو پكڑ ليا اور كہنے لگے: اگر ہمیں تمہارے قبيلے كا لحاظ نہ ہوتا تو تمہيں سخت سزا ديتے ليكن اب ہم تمہيں (يہاں اپنے پاس مكہ ميں نہيں رہنے ديں گے بلکہ) مسلمانوں كے پاس (مدينہ طيبہ) پہنچا كر بھى دم لیں گے۔ لہذا انہوں نے انہيں ايسے

[۱]..... سبل الہدى والرشاد، الباب الخامس عشر فى عدوان المشركين... الخ، ۲/۳۶۱ مفہومًا

اُونٹ پر سوار کیا جس پر کوئی کجاوہ تھانہ کوئی کپڑا وزین وغیرہ۔ اس پر مزید یہ کہ جب بھی وہ کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تو انہیں باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتے اور خود سائے میں جا کر بیٹھ جاتے۔ مسلسل تین دن تک ان کی یہی حالت رہی، وہ انہیں نہ کچھ کھلاتے نہ پلاتے۔ قربان جائیں ان کی اِسْتِقَامَت پر! انہوں نے عَرَب کی اس چِلّیاتی دھوپ میں سَفَر کی صُعبتوں (تکلیفوں) کے علاوہ بھوک پیاس کی سختیاں بھی جھیلیں مگر لمحہ بھر کے لیے بھی صَبْر کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ آخر جب یہ اپنے ہوش سے بیگانہ ہونے لگیں تو رَحْمَتِ خداوندی نے آگے بڑھ کر انہیں اپنی آغوش میں لے لیا اور ان پر کَرَم کی ایسی بارش برسائی کہ ان پر ظُلم و ستم کرنے والے خود تائب ہو کر مسلمان ہو گئے گویا شکاری خود شکار ہو گئے۔ ہوا کچھ یوں کہ ایک دن جب قافلے والوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور انہیں باندھ کر حَشَبِ مَعْمُول دھوپ میں ڈال کر خود سائے میں چلے گئے تو اچانک انہوں نے اپنے سینہ پر کسی چیز کی ٹھنڈک محسوس کی، دیکھا تو وہ پانی کا ایک ڈول تھا جو آسمان کی وسعتوں سے نمودار ہوا تھا۔ انہوں نے بے تابی سے ابھی تھوڑا سا پانی پیا تھا کہ وہ بلند ہو گیا، کچھ دیر بعد ڈول پھر آیا انہوں نے اس بار بھی تھوڑا سا ہی پانی پیا تھا کہ اسے پھر اٹھالیا گیا۔ کئی بار ایسا ہوا، جب تھوڑا تھوڑا کر کے پانی ان کے جِسم میں گیا تو یہ قدرے جان میں آگئیں اور پھر وہ ڈول سارے کا سارا ہی ان کے حوالے کر دیا گیا، انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور باقی پانی اپنے جِسم اور کپڑوں پر اُنڈیل لیا۔ جب وہ لوگ آئے، ان پر پانی کا اثر پایا اور انہیں اچھی حالت میں دیکھا تو پوچھنے لگے: کیا تم

نے کھل کر ہمارے مشکیزوں سے پانی پیا ہے؟ انہوں نے انکار کرتے ہوئے جب انہیں اصل ناخبرا بتایا تو انہیں قطعاً یقین نہ آیا، البتہ! کہنے لگے کہ اگر تم سچی ہو تو پھر تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ لہذا جب انہوں نے اپنے مشکیزوں کو دیکھا اور انہیں ایسے ہی پایا جیسے انہوں نے چھوڑے تھے تو وہ سب مسلمان ہو گئے۔ ^(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گہرا نیے مت!

پیاری پیاری اسلامی بہنو! بغیر بہت ہارے آپ بھی خوب خوب انفرادی کوشش کرتی رہے اور اس ضمن میں اگر کوئی بھی تکلیف پہنچے تو صبر و شکیبائی کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑیے بلکہ آنے والی مصیبت پر ہمیشہ صحابیات طہیبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی ان تکلیفوں اور اذیتوں کو یاد کر لیجئے جو انہوں نے راہِ خُدا میں برداشت کیں اور کبھی بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ ان صحابیات طہیبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے صدقے خُدا کا کَرَم ہو گا اور آپ کا ان تکالیف پر صبر کرنا آپ کے لیے بہت بڑی بھلائی کا پیش خیمہ ثابت ہو گا۔ کیونکہ دینِ اسلام قربانیوں سے پھیلا ہے، ہم تو مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئیں، دنیا میں آتے ہی کانوں میں اذان گونجی، ہر طرح کی مذہبی آزادی میسر، کوئی نماز سے روکنے والا نہ کوئی کلمہ پڑھنے پر ظلم ڈھانے والا۔ یہ سب نعمتیں انہی نفوسِ قدسیہ کی

[۱] معرفۃ الصحابہ، ۲۱۱۲-۱۱۔ ام الشریک الدوسیہ، ص ۳۵۱۸، حدیث: ۷۹۶۷ مفہومًا

قربانیوں کا نتیجہ ہیں جنہوں نے اپنا سب کچھ لٹا دیا مگر دین پر آج نہ آنے دی، بلاشبہ ان سب کی قربانیوں کو کسی صورت فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ جو قومیں اپنے محسنوں کو بھول جاتی ہیں زوال ان کا مُقَدَّر ٹھہرتا ہے۔

راہِ خدا میں کیسی چیز پیش کی جائے؟

پیاری پیاری اسلامی بہنو! خیر و بھلائی حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ یہ بھی ہے کہ راہِ خدا میں ہمیشہ ایسی چیز کا نذرانہ پیش کیا جائے جو پسندیدہ و محبوب ہو۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود ہماری اس معاملے میں رہنمائی کچھ یوں فرمائی ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تَرَجُمَةُ كَنَزِ الْإِيمَانِ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے تَجَبُّونَ ۝ (پ ۴، آل عمران: ۹۲) جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

اس اِغْتِبَار سے غور کریں تو معلوم ہو گا کہ تین ہی چیزیں ایسی ہیں جن سے انسان پیار کر سکتا ہے یعنی مال، جان یا خاندان۔ اگر صَحَابِیَّاتِ طَیِّبَات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی سیرت کی روشنی میں ان تینوں چیزوں کا جائزہ لیا جائے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ انہوں نے اسلام کی خاطر مال تو مال اپنی یا اپنے خاندان والوں کی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی کبھی دریغ نہ کیا۔ جب بھی جہاں بھی اسلام کے نام پر ان تینوں چیزوں میں سے کسی چیز کی حاجت پیش آئی تو اسلام کی ان اولین خواتین کے جذبہ ایمانی میں ان چیزوں کی قربانیوں سے اضافہ ہی ہوا، کبھی کمی واقع نہ ہوئی۔ کسی نے گویا کہ صَحَابِیَّاتِ طَیِّبَات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے اسی جذبہ ایمانی کو کیا خوب شعری صورت میں پیش کیا ہے:

تُنڈى بادِ مُخالف سے نہ گھبرا اے عُقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آئیے! ذیل میں صحابیاتِ طہیبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی راہِ خُدا میں مال، جان اور
خاندان کے حوالے سے دی جانے والی چند قربانیاں ملاحظہ کرتی ہیں:

مال کی قربانی

بیاری بیاری اسلامی بہنو! دین اسلام نے صحابیاتِ طہیبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے
جیسی بھی قربانی مانگی ان نَفُوسِ قَدْسِیہ نے فوراً پیش کر دی۔

کنگن حکم سرکار پر قربان

ایک صحابیہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو ان کے ہاتھ میں سونے کے دو بڑے
بڑے کنگن تھے جنہیں دیکھ کر آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ذِیائفت فرمایا: کیا تم ان
کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ عَزَّوَجَلَّ کی: نہیں! ارشاد فرمایا: تو کیا یہ پسند کرتی ہو کہ قیامت کے دن اللہ
عَزَّوَجَلَّ تمہیں (ان کی زکوٰۃ نہ دینے کے سبب) آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ سن کر اس نیک بخت
صحابیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فوراً وہ کنگن اتار کر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خیرمت
میں پیش کرتے ہوئے عَزَّوَجَلَّ کی: یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّم کے لئے ہیں۔^(۱)

[۱]..... ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب الكنز ماہو... الخ، ص ۲۵۴، حدیث: ۱۵۶۳

پيارى پيارى اسلامى بہنو! اس صحابیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كى عَظَمَتِ پَر قربان! جيسے ہى سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم كى زبانِ حَقِّ ترجمان سے حَلَم شَرِيعَتِ اور عَذَابِ الہى كى وَعِيد سنى، فوراً كنگن رسولِ كريم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم كے قَدَموں ميں پيش كر ديے۔^① صَحَابِيَّاتِ طَلِبَاتِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ كى سیرت كا مَطَالَعَة كرنے سے يہ بات معلوم ہوتى ہے كہ راہِ خُدا ميں مالِ خَرْچ كرنے ميں انہوں نے كبھى بھى لیت و لَعْل (ٹال مٹول) سے كام نہ ليا، بلکہ ان كے پيشِ نَظَر ہميشہ رَضَائے خُداوندى كا حُصُول رہا اور بسا اوقات وہ مال و دولت كى فراوانى كو اپنے ليے بوجھ مَحْسُوس كيا كرتىں۔ چُناںچے،

ايك روايت ميں ہے كہ ايك بار اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدَتُنَا عائشہ صَدِيقَتُہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كے قرابت دار حضرت سَيِّدُنا مُنَكِّدِہ بن عبد اللہ رَحِمَہُ اللہ نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كى خِدْمَت ميں حاضر ہو كر اپنى كسى حاجت كا ذِكر كيا، (اس وقت آپ كے پاس كچھ نہ تھا، چُناںچے) آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے ان سے فرمايا: جو كچھ بھى مجھے ملا ميں سب سے پہلے آپ كو ہى بھيجوں گى۔ ابھى تھوڑى ہى دير ہوئى تھى كہ كسى نے دس ہزار دِرْہَم آپ كى خِدْمَت ميں پيش كئے تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے آپ سے فرمانے لگى: اے عائشہ! كس قَدَر جَلَد تمھیں مال كى آزمائش ميں مُبْتَلَا كر ديا گيا ہے۔ لہذا فوراً وہ تمام دِرْہَم حضرت سَيِّدَتُنَا مُنَكِّدِہ بن عبد اللہ رَحِمَہُ اللہ كو بھجوا ديے۔^②

① صحابياتِ طيبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ كى دين كيلئے مالى قربانيوں كا تفصيلى مطالعہ كرنے كيلئے المدینۃ العلمیہ كے شعبہ فيضانِ صحابيات كا پيش كر دہر سالہ ”صحابيات اور اتفاق فى سبيل اللہ“ ملاحظہ فرمائيے۔

② صفة الصفوة، محمد بن المنكدر... الخ، المجلد الاول، ۹۷/۲

محبت رکھے اور ساری دنیا کو آپ كى محبت پر قربان كر دے۔

محمد كى محبت دين حق كى شرط اول ہے

اسى ميں هو اگر حسمى تو سب كچھ ناكمل ہے

محمد كى محبت ہے سند آزاد هونے كى

خدا كے دامن توحيد ميں آباد هونے كى^①

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ

جان دینا یا کسی کی جان لینا

پیارى پیارى اسلامی بہنو! بلاشبہ حضرت سیدتنا سمیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا دین پر مَر مٹنے والی خواتین کی سرخیل (امیر و سردار) ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جس دور میں اسلام قبول کیا وہ وقت بڑا کڑا تھا، ہر طرف ظلم و ستم کی منہ زور آندھیاں چل رہی تھیں، مگر جب دین کو ایک مضبوط عمارت کا سا بنانا چاہیے تو دین کے رکھوالے ظلم و ستم کی ان آندھیوں کے سامنے اس طرح سب سے پلائی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے کہ کفر کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہو گیا۔ چنانچہ جب دین پر مَر مٹنے کے لیے اپنی جان دینے اور کسی کی جان لینے کا مَر حلہ آیا تو مردانِ حق کی ہمتوں اور ارادوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں جو کردار صحابیاتِ طہیبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ نے ادا کیا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اس لیے کہ جب بھی کفار کی یلغار کے وقت برسرِ پیکار عاشقانِ مصطفیٰ کے قدم لڑکھڑائے یا کبھی کسی موقع پر

﴿﴾..... صحابہ کرام کا عشق رسول، ص ۲۲

انہوں نے کمزوری دکھائی تو اسلام کی یہ اولین و بہادر خواتین اپنی عزت و نِسْوَات کو بالائے طاق (الگ) رکھ کر میدانِ جہاد میں اس طرح کودیں کہ باطل کو ہمیشہ اپنے منہ کی کھانا پڑی۔ یہ نازک شیشیاں گھمسان کی جنگ میں ننگی تلوار بن گئیں اور انہوں نے اپنے سامنے آنے والے ہر منہ زور و سرکش شیطان کو کاٹ کر رکھ دیا۔ ان کے دل میں کبھی باطل قوتوں سے ٹکراتے وقت خوف نے جگہ لی نہ کبھی کسی لمحے یہ گھبراہٹیں، کیونکہ ان کے دل میں تو بس ایک ہی بات سمائی ہوئی تھی کہ عظمت و ناموسِ رسالت پر جان تو قربان ہو سکتی ہے مگر اس کی شان و آن پر کوئی حرف و نشان آئے ایسا ہو نہیں سکتا۔ دین پر قربان ہو جانے کا جذبہ رکھنے والی ان نازک کلیوں کو خونِ آشام (خونخوار) شیرنیوں کے روپ میں دھاڑتے دیکھ کر تاریخِ عالم آج بھی وَزْطَةُ حَیْرَت (حیرت کے بھٹور و گرداب) میں ہے۔ جیسا کہ اُحد کے میدان میں جب مسلمانوں کی صفوں میں اَبْتری (بے ترتیبی) پیدا ہوئی اور کفار کی یلغار بڑھی تو اس عالم میں حضرت سَیِّدُ ثَنَا اُمِّ عَمَّارَہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے بہادری کے جو جو ہر دکھائے اسے ذیل کے اشعار میں کیا ہی خوب بیان کیا گیا ہے:

اُحد میں خد متیں جن کی بہت ہی آشکارا تھیں انہیں میں ایک بی بی حضرت اُمِّ عَمَّارَہ تھیں
 پئے اسلام دے کر اپنے فرزندوں کی قربانی پلائی تھی یہ بی بی زَحْمِیْنِ جنگ کو پانی
 نبی کی ذات پر جب جھک پڑے ایمان کے دشمن ہوئے اس زندگی بخش جہاں کی جان کے دشمن
 اسی شمعِ ہدیٰ پر جب پلٹ کر آگئی آندھی تو اس بی بی نے رکھ دی مشک، چادر سے کمر باندھی
 تھے اسکے شوہر و فرزند بھی مصروفِ جاں بازی رسول اللہ پر قربان تھے اللہ کے غازی

ہوئی یہ شیر زن بھی اب قتال و جنگ میں شامل سپر بن کر لگی پھرنے وہ گردِ ہادی کابل
یہ اپنی جان پر ہر زخمِ دامن گیر لیتی تھی کوئی جزبہ وجودِ پاک تک آنے نہ دیتی تھی
نظر آئی نئی صورت جو جزوِ جانِ پیغمبر کیا اک لخت بڑھ کر حملہ ایک بد کیش نے اس پر
نہتی تھی مگر کرنے لگی پیکار دشمن سے مروڑا اس کا بازو چھین لی تلوار دشمن سے
اسی شمشیر سے اس نے سر شمشیر زن کاٹا ہوا اس شیر زن کے خوف سے اعدا میں ستانا
جدھر بڑھتے ہوئے پاتی تھی وہ محبوبِ باری کو پہنچتی تھی وہیں امّ عمارہ جاں نثاری کو
سر و گردن پہ اس بی بی نے تیرہ زخم کھائے تھے مگر میدان سے اس کے قدم ہٹنے نہ پائے تھے
یہ اٹھی تھی نمازِ طُح کو تاروں کے سائے میں نمازِ ظہر تک قائم تھی تلواروں کے سائے میں
یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے

اسی غیرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے^①

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیاری پیاری اِسلامی بہنو! حضرت سیدتنا امّ عمارہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا یہ جذبہ جہاد و شوقِ
شہادت صرف دورِ نبوی تک ہی محدود نہ رہا بلکہ جب مُسَلِّمہ کذاب نے تاج و تختِ ختمِ
نبوت پر ڈاکا ڈالنا چاہا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس کی سرکوبی کرنے والے لشکر میں آپ
رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی اپنے بیٹے حضرت سیدنا عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ شامل
تھیں۔ اس جنگ میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ایک ہاتھ مبارک مفلوج ہوا اور جسم پر تلوار
اور نیزے کے 12 زخم آئے۔^② آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا ہاتھ مبارک چونکہ ناموس

①..... شاہنامہ اسلام مکمل، حصہ سوم، ص ۴۹۶

②..... استیعاب، ۳۶۰۰-۳۶۰۱، امد عمارہ الانتصاریہ، ۵۹۰/۲

رسالت كى حفاظت ميں مفلوج ہوا تھا لہذا بارگاہِ خداوندی ميں آپ كى يہ قربانى كچھ يوں مقبول ہوئى كہ آپ كے اس ہاتھ ميں يہ بركت پيدا ہو گئى كہ آپ رضى اللہ تعالٰیٰ عنہا اپنا يہ ہاتھ جس بھى مريض كو مس كر كے اس كے لئے دُعا فرمائیں وہ شفا پايا جاتا۔^(۱)

اسى طرح جنگِ يرموك كے موقع پر جب مسلمانوں كى صفوں ميں كمزورى كى دراڑیں پڑنے لگیں تو خواتينِ اسلام نے آگے بڑھ كر جو كارہائے نماياں سرانجام ديئے وہ بھى كسى سے پوشيدہ نہيں، مثلاً صرف حضرت سَيِّدُنَا اَسْمَاءُ بنتِ يَزِيدِ اَنصَارِيہ رضى اللہ تعالٰیٰ عنہا نے نو كافروں كو خيمے كى ايك لكڑى سے قتل كيا۔^(۲)

بھى نہيں بلکہ جب شام كے ميدانِ اَجنادين ميں روم كى فوجیں صف آرا ہونے لگیں تو نلكِ شام ميں مُخْتَلَف جگہوں پر مصروفِ جہادِ اسلامى لشكر نے بھى ايك ہی جگہ جمع ہونے كا ارادہ كر ليا۔ اس وقت حضرت سَيِّدُنَا ابو عُبَيْدہ رضى اللہ تعالٰیٰ عنہ حضرت سَيِّدُنَا خَالِد بن وليد رضى اللہ تعالٰیٰ عنہ كے ساتھ دِمَشْق كا مُحاصَرہ كيے ہوئے تھے، جب مُحاصَرہ تَرْك كر كے وہ سب بھى اَجنادين كى طرف روانہ ہوئے تو دِمَشْق ميں موجود مُحْصُور روميوں كى خوشى كا كوئى ٹھكانہ نہ رہا۔ چونكہ وہ قلعہ كى ديوار سے اسلامى لشكر كى روانگى كا يہ منظر ديكھ چكے تھے كہ لشكر كا ايك بڑا حصہ آگے آگے جبكہ ان كے پچھلے حصّہ كى ہزار لحافظوں كى معيت ميں مال و اسباب اور عورتوں اور بچوں كا قافلہ چل رہا ہے تو انہوں نے اس موقع كو غنيمت جانتے

[۱]روض الانف، امة عقارہ و امة منيع بيعة القبة الاخرى، ۱۱۸/۲

[۲]معجم كبير، باب الاف، اسماء بنت يزيد... الخ، ۱۰/۲۳۱، رقم: ۱۹۸۸۲

ہوئے عقب (پیچھے) سے حملہ کر کے مال و اسباب ہتھيانے کا پروگرام بنالیا۔ لہذا انہوں نے اپنے فاسد ارادوں كى تكميل كے ليے 16 ہزار كے لشكر كو دو حصوں ميں تقسيم كيا اور چھ ہزار روميوں نے مُحَافِظِينَ قَافِلَہ پر حملہ كر ديا جبكہ دوسرے بڑے دس ہزار پر مُحْشَمَعِل حصے نے عورتوں اور بچوں كو قيدي بنالیا اور سب مال و اسباب لوٹ كر چلتا بنا۔ مُحَافِظِينَ قَافِلَہ چونكہ دشمنوں كے ايك حصے كے ساتھ برسرِ پيكار تھے اور عورتوں بچوں كى ركھوالى كوئى نہيں كر رہا تھا، چنانچہ ايك مُحَافِظ نے اس مُشْكِل گھڑى ميں آگے آگے جانے والے اِسلامى لشكر كو صُورَتِ حال سے آگاہ كرنے كے ليے اپنے گھوڑے كو ہوا كے دوش پر دوڑانا شروع كر ديا۔

ادھر مال و اسباب وغيرہ لوٹنے والا رومى لشكر فتح كى خوشى ميں پھولانہ سمارتا تھا اور ايك جگہ رك كر اپنے باقى ماندہ لشكر كا انتظار كر رہا تھا، جب اس مُشْكِل گھڑى ميں خواتين اِسلام نے خود پر غور كيا تو حضرت سَيِّدُنَا خَوْلَہ بِنْتِ اَزْوَ رَضِىَ اللہُ تَعَالٰى عَنْہَا نے تمام عورتوں كو مُخاطب كرتے ہوئے فرمايا: اِسلام كى بہاؤر بيٹيو! كيا اس بات پر راضى ہو كہ رومى ہم پر غالب آجائیں اور ہم ان مشركوں كى باندیاں بن كر رہیں؟ ہمارى وہ بہاؤرى كہ جس كا شہرہ ہر خاص و عام كى زبان پر ہے، کہاں چلى گئى؟ ہمارى شجاعت اور دانش مَندى كو آج كيا ہوگيا ہے؟ اے اِسلام كى غيرت مند خواتين! ان مشركوں كى باندى بن كر جينے سے مر جانا زيادہ بہتر ہے، ذلّت كى زندگى سے عزّت كى موت اچھى ہے، آج وَقت كا تقاضا ہے كہ بہاؤرى كا مُظاہرہ كر دو اور ان روميوں سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش كر۔ اس پر جب كسى نے

اپنے بے سروسامان اور خالی ہاتھ ہونے کے مُتعلّق عَرَض کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے فرمایا: خیموں کی چوبیس اور دیگر لکڑیاں لے کر ان رومی ناکسوں (ذیلوں) پر حملہ کر دو، ممکن ہے کہ ہم ان پر غالب آجائیں، ورنہ کیا ہوگا، یہی کہ مرتبہ شہادت پا جائیں گی۔ یہ سن کر سب خواتین نے خیموں کی چوبیس نکال لیں اور ہاتھ میں ایک ایک چوب پکڑ کر یکبارگی رومیوں پر ٹوٹ پڑیں۔ گویا کہ سراپا نزاکت نے پیکر شجاعت کا روپ اختیار کر لیا، حضرت سیدتنا خولہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سب سے پیش پیش تھیں، ایک چوب ان کے ہاتھ میں تھی اور ایک ایک کاندھے اور پشت پر باندھ رکھی تھی تاکہ ایک کے ٹوٹ جانے پر دوسری استعمال میں لائی جاسکے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا چونکہ اسلام کے بطلِ جلیل حضرت سیدنا ضرار بن آرزور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہمیشہ تھیں اس لیے بہادری و بے جگری آپ کے خون میں شامل تھی۔ جب ایک رومی سپاہی نے آگے بڑھ کر انہیں روکنے کی کوشش کی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اس کے سر پر اس زور کی چوب ماری کہ اس کا سر تروزی طرح پھٹ گیا۔ پھر کیا تھا دیگر خواتین کی ہمت اور بڑھ گئی اور یوں ان سب نے مل کر تقریباً 30 رومیوں کو واصلِ جہنم کر دیا۔ ادھر اسلامی لشکر بھی چھ ہزار رومیوں میں سے 5900 کو تہ تیغ کرنے اور 100 کو گرفتار کرنے کے بعد ان کی حفاظت کے لیے آگیا۔ اس دستے کی قیادت حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرما رہے تھے، انہوں نے دُور سے رومی لشکر میں اُبتری (بے ترتیبی) کے آثار دیکھے تو احوال سے آگاہی پانے کے لیے کسی

كو بھيجا، جب يہ حقيقت معلوم ہوئی كہ مسلمان خواتين نے روميوں كو مار مار كر ان كا بھر كس (كچور) نكال ديا ہے تو خدا كا شكر ادا كيا اور فوراً آگے بڑھ كر ان پاك دامن بي بيوں كو بڑى نظر ديكنے اور ان كى عظمت و عزت سے كھيلنے كا ناپاك خواب ديكنے والوں كا نام صفير هستى سے مٹا ڈالا۔^①

پيارى پيارى اسلامى بہنو! اسلامى تاريخ ايسے بے شمار واقعات سے بھرى پڑى ہے كہ جب كبھى بھى اسلام پر كوئى كڑا وقت آيا تو اسلام كى اولين خواتين نے جان دينے سے منہ موڑنا نہ دشمنان اسلام كى جان لينے سے كبھى انہوں نے گريز كيا۔ بلاشبہ ان كے متعلق يہ كہا جاسكتا ہے كہ وہ اس شعر كى عملى صورت تھين:

جان دى دى ہوئى اُسى كى تھى

حق تو يہ ہے كہ حق ادا نہ ہوا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اعزّٰواقربا اور اہل و عیال كى قربانى

پيارى پيارى اسلامى بہنو! صحابیات طہیبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے دين كى خاطر اپنى ہر محبوب چیز قربان كر دی۔ بھلا ماں باپ، بہن بھائی اور اولاد سے بڑھ كر كون پيارا ہو سكتا ہے، ان مقدّس ہستيوں نے باغِ اسلام كى آبيارى كے لئے اپنے جگر گوشوں تك كا خون پيش كر ديا۔ آئیے ان ميں سے چند ايك كى قربانيوں كا تذكرہ ملاحظہ كرتى ہيں۔ چنانچہ،

① فنوح الشام، خولہ بنت الازور، ۲/۳۴۰ ۵۰ ملقطاً وملخصاً

چار بیٹے قربان کرنے والی ماں

دُعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مَكْتَبَةُ الْمَدِيْنَةِ كے مطبوعہ 24 صفحات پر مُشْتَمَل رسالے جوشِ ایمانی صفحہ 5 پر ہے: جنگِ قادسیہ (جو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ كے دورِ خلافت میں لڑی گئی تھی) میں حضرت سیدنا خنسا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا چاروں شہزادوں سمیت شریك ہوئی تھیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جنگ سے ایک روز قبل اپنے چاروں شہزادوں كو اس طرح نصیحت فرمائی: میرے پیارے بیٹو! تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے اور اپنی ہی خوشی سے تم نے ہجرت کی، اس ذات کی قسم! جس كے سوا كوئی معبود نہیں، تم ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو، میں نے تمہارے نسب كو خراب نہیں کیا، تمہیں معلوم ہے كہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے كُفَّار سے مقابلہ کرنے میں مجاہدین كے لئے عظیم الشان ثواب ركھا ہے۔ یاد ركھو! آخرت کی باقی رہنے والی زندگی دنیا کی فنا ہونے والی زندگی سے بدرجہا بہتر ہے۔ سنو! قرآنِ پاك كے پارہ 4 سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر 200 میں ارشاد ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا
صَابِرُونَ وَأَتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

توجہ كنز الایمان: اے ایمان والو! صبر کرو اور
صبر میں دشمنوں سے آگے رہو اور سرحد پر
اسلامی ملك کی نگہبانی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو،

اس امید پر كہ كامیاب ہو۔

(پ ۴، آل عمران: ۲۰۰)

صبح كو بڑى هوشيارى كے ساتھ جنگ ميں شُرُكت كرو اور دشمنوں كے مقابلے ميں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد طلب كرتے ہوئے آگے بڑھو اور جب تم ديکھو كہ لڑائى زور پر آگئى اور اس كے شعلے بھڑكنے لگے ہيں تو اس شعلہ زن آگ ميں كو دجانا، كافروں كے سردار كا مقابلہ كرنا، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عزت و اكرام كيسا تھ جنت ميں رہو گے۔ جنگ ميں حضرت سيدنا خنساء رَضِيَ اللہ تَعَالٰى عَنْهَا كے چاروں شہزادوں نے بڑھ چڑھ كر كفار كا مقابلہ كيا اور يكے بعد ديكرے جام شہادت نوش كر گئے۔ جب ان كى والدہ محترمه رَضِيَ اللہ تَعَالٰى عَنْهَا كو ان كى شہادت كى خبر پہنچى تو انہوں نے بجائے واويلا مچانے كے كہا: اُس پيارے اللہ عَزَّوَجَلَّ كا شُكْر ہے جس نے مجھے چار شہيد بيٹوں كى ماں بننے كا شرف عطا فرمايا۔ مجھے اللہ رب العزت كى رحمت سے اُميد ہے كہ ميں بھى ان چاروں شہيدوں كے ساتھ جنت ميں رہوں گى۔^(۱)

عسلامان محمد حبان دينے سے نہيں ڈرتے

يہ سر كٹ جائے يارہ جائے كچھ پروا نہيں كرتے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِيب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

باپ، بھائی اور شوہر كى قربانى

غزوہ اُحد كے موقع پر شیطانى افواہ سن كر قبيلہ بنى دینار كى ايك صحابیہ جذبات پر قابو نہ ركھ پائى اور اپنے گھر سے نكل كر ميدان جنگ كى طرف چل پڑى، راستے ميں انہيں ان كے باپ، بھائی اور شوہر كى شہادت كى خبر ملی مگر انہوں نے كوئى پروا نہيں كى اور لوگوں

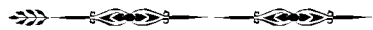
[۱] اسد الغابہ، ۶۸۸۳-حنساء بنت عمرو، ۷/ ۹۰-۹۱

سے یہی پوچھتی رہیں: یہ بتاؤ! میرے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیسے ہیں؟ جب انہیں بتایا گیا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ! آپ ہر طرح بخیریت ہیں تو بھی ان کی تسکلی نہ ہوئی اور کہنے لگیں: تم لوگ مجھے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دیدار کرا دو۔ جب لوگوں نے انہیں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب لے جا کر کھڑا کر دیا اور انہوں نے جمالِ نبوت کو دیکھا تو بے اختیار زبان سے یہ جملہ نکل پڑا: کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ۔ یعنی آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت بچ (معمولی) ہے۔

بڑھ کر اُس نے رُخ اُتار کو جو دیکھا تو کہا!
تو سلامت ہے تو پھر بچ ہیں سب رُخ و اَلَم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہہ دیں! ترے ہوتے کیا چیز ہیں ہم^①

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پیاری پیاری اسلامی بہنو! اللہ اکبر! اُن صحابیہ نے دین اور صاحبِ دین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر شوہر، باپ، بھائی، تینوں کو قربان کر دیا اور ان کے شہید ہونے سے دل پر صدمات کے تین تین پہاڑ برداشت کئے لیکن قربان جانیے ان کے عشقِ مصطفیٰ پر! عرض کرتی ہیں: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت بچ (معمولی) ہے۔



[۱] سیرتِ مصطفیٰ، ص ۸۳۲، تصرف بحوالہ سیرت ابن ہشام، غزوہ احد، تحریض عمر لہسان ...

الح، المجلد الثانی، ۴/۳

ان كے نثار كوئى كيسے ہى رنج ميں ہو

جب ياد آگئے ميں سب غم بھلا ديے ہيں^①

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خالو، بھائی اور شوہر كى قربانى

پيارى پيارى اِسلامى بہنو! آج ديکھا جائے تو كسى كا ہلکا سا كاروبارى نقصان ہو جائے يا كوئى فوت ہو جائے تو آواز يلا مچ جاتا ہے۔ نجانے كتنے دن تك آہ و نواں كى صدا ميں بلند ہوتى رہتى ہيں اور ايك صحابيات طَيِّبَات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ تھيں كہ سب كچھ قربان كر كہ بھى شُكْرِ اِلهى بجالاتى تھيں، ايك نہيں دو نہيں تين تين رشتے دار راہِ خدا ميں قربان ہو جاتے، مگر يہ نَفُوسِ قَدِيسَہ پھر بھى راضى برضاے اِلهى رہتيں۔ انہى بلند حوصلہ مُحِبَّاتِ دِينِ ہستيوں ميں سے ايك حضرت سَيِّدَتُنَا حَمْنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھى ہيں۔ چُنا نچہ مَرُوى ہے كہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سَيِّدُنَا مُضْعَبُ بنِ عُمَير اور آپ كے 70 رُفَقَا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ كو شہادت نصيب فرمائى تو آپ كى زوجہ محترمہ حضرت سَيِّدَتُنَا حَمْنہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بارگاہِ رسالت ميں حاضر ہوئيں، آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمايا: اے حَمْنہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ثواب كى اُميد ركھ۔ عرض كى: كس بات پر؟ فرمايا: تمہارے خالو حمزہ شہيد ہو گئے ہيں۔ يہ سن كر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاٰجِعُونَ پڑھا اور عرض كى: انہيں شہادت مُبارك ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر اپنى رَحْمَت فرمائے اور ان كى بخشش فرمائے۔ پھر آپ صَلَّی

① حدائقِ بخشش، ص ۱۰۱

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حمنہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی اُمید رکھ۔ عرض کی: کس بات پر؟ ارشاد فرمایا: تمہارا بھائی بھی شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھتے ہوئے عرض کی: انہیں بھی جنت مبارک ہو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ان پر بھی اپنی رحمت فرمائے اور انہیں بخش دے۔ اس کے بعد تیسری بار پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے حمنہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ثواب کی اُمید رکھ۔ عرض کی: کس بات پر؟ ارشاد فرمایا: تمہارا شوہر بھی شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہا نے شدتِ غم سے بے اختیار ہو کر جب دُکھ کا اظہار کیا تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت کے دل میں جو محبت اپنے شوہر کے لیے ہوتی ہے ویسی کسی اور کیلئے نہیں ہوتی۔ پھر اسی موقع پر دُکھ کے اظہار کے مُتَعَلِّق اِسْتِیْفَسَاں فرمایا تو عرض گزار ہوئیں: مجھے بچوں کی یتیمی یاد آگئی تھی، ہم پر نظرِ کرم فرمائیے۔ چنانچہ حُضُور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان بچوں کے لیے بہترین کفیل ملنے کی دُعا فرمائی۔^(۱)

صبر و ایثار کی اعلیٰ مثال

صحابياتِ طَلَبَات رَضِیَ اللہ تعالیٰ عنہن نے بارگاہِ رسالت سے دین کی خاطر قربانیوں اور پھر ان پر صَبْر و اِسْتِیْقَامَت کا جو جذبہ پایا تھا، یہ انہیں پاک بی بیوں کا حصہ تھا کہ وہ راہِ خدا میں اپنے عزیزوں کی مُثْلہ شدہ لاشوں (یعنی جس لاش کے ناک، کان اور دیگر اَعْضَا و غیرہ کاٹ دیئے جائیں، اس) کو دیکھ کر بھی کمالِ صَبْر کا مظاہرہ کرتیں۔ چنانچہ جب میدانِ اُحد میں

[۱] کتاب المغازی، غزوة اُحد، ۱/۲۹۱ مفہومًا

حضرت سیدنا حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بڑی بے دردی سے شہید کیا گیا اور ان کے ناک کان وغیرہ کاٹ کر لاش مبارک کی بے حرمتی کی گئی تو آپ کی بہن حضرت سیدتنا صفیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کفن لے کر حاضر ہوئیں تو سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں آگے آنے سے منع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، مبادا (کہیں) آپ اپنے بھائی کی حالت دیکھ کر صبر کا دامن ہاتھ سے کھونہ بیٹھیں۔ پُٹنا نچے جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بیٹے حضرت سیدنا زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ سے عرض کی: امی جان! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو واپس جانے کا فرما رہے ہیں۔ اس پر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: مجھے خبر مل چکی ہے کہ میرے بھائی کا ٹھٹھلہ کیا گیا ہے، چونکہ ایسا راہِ خدا میں ہوا ہے، اس لیے میں اس سے راضی ہوں اور صبر کروں گی۔ اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ۔ لہذا انہیں آگے جانے کی اجازت مل گئی^① اور جب حضرت سیدنا حمزہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کفن پہنانے لگے تو حضرت سیدتنا صفیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اس موقع پر ایسے اشار کا مظاہرہ کیا جو رہتی دنیا تک اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ سنہرے حُرُوف سے لکھا جاتا رہے گا اور وہ یہ کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا اپنے عزیز بھائی کے کفن کے لیے دو کپڑے لائی تھیں مگر جب آپ کو کفن پہنایا گیا تو آپ کے ساتھ دفن ہونے والے صحابی کے کفن کے لیے کوئی کپڑا مہیئہ نہ تھا، پُٹنا نچے آپ نے ایک کپڑا اس صحابی کو دیدیا اور ایک کپڑے سے اپنے بھائی کو کفن دیا۔^②

①..... اصابہ، ۱۱۴۱ھ - صفیہ بنت عبد المطلب، ۲۳۶/۸ ملخصاً

②..... مسند احمد، مسند العشرة... الخ، مسند الزبير بن العوام، ۴۵۷/۱، حدیث: ۴۳۴۷، ماخوذاً

بنت صديقہ ابر كى قربانیاں

حضرت سَيِّدَتُنَا اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبى بَكْرٍ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دینِ اسلام كى خاطر جس قدر قربانیاں دی ہیں زمانہ انہیں صُبحِ قیامت تك یاد رکھے گا۔ مثلاً اپنى جوانى ميں آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے دین كى خاطر تھپڑ کھائے، چُٹا نچے آپ خود یہ واقعہ كچھ یوں بتاتى ہیں كہ جب رسولِ پاك، صاحبِ لولاك صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور میرے والدِ مُحْتَرَم حضرت سَيِّدُنَا ابو بكر صَدِیق رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہجرت كے ارادے سے نکلے تو قریش كا ایک گروہ ہمارے پاس آیا جس ميں ابو جہل بن ہشام بھی تھا۔ وہ لوگ ہمارے دروازے پر كھڑے ہو گئے، ميں باہر نكلتى تو انہوں نے كہا: اے ابو بكر كى بیٹی! تیرا باپ كدھر ہے؟ ميں نے كہا: اللہ كى قسم ميں انہیں جانتى میرے والدِ مُحْتَرَم کہاں ہیں۔ میرا اتنا كہنا تھا كہ ابو جہل نے اس زور سے میرے گالوں پر تھپڑ مارا كہ میرے كان كى بالى دُور جا گرى۔^①

پیارى پیارى اسلامی بہنو! بڑھاپے ميں ہر ماں كى خواہش ہوتى ہے كہ اس كى اولاد اس كا سہارا بنے، لیكن اللہ عَزَّ وَجَلَّ كى اس بندى نے عین بڑھاپے كے عالم ميں بھی اپنے بیٹے كو دین كى ناموس پر قربان ہونے كا درس دیا اور اس نيك بخت بیٹے نے بھی ماں كا كہا سچ كر دكھایا۔ چُٹا نچے مَرَوِی ہے كہ آپ كے شہزادے حضرت سَيِّدُنَا عبد اللہ بن زبیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنى شہادت سے 10 دن قبل آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كى عیادت كے ليے حاضر ہوئے اور طبیعت كى ناسازى كے مُتَعَلِّق پوچھا۔ جب آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے یہ جواب دیا

① سیرت ابن ہشام، ہجرت رسول اللہ، راحلۃ الرسول ﷺ، المجلد الاول، ۲/۱۰۰

كہ ابھی بیمار ہی ہوں۔ تو انہوں نے عرض كی: مرنے ميں عافيت ہے۔ اس پر آپ رضى اللہ تعالیٰ عنہا بولیں: شاید تم میری موت پسند كرتے ہو، لیكن جب تك دو باتوں ميں سے ایک نہ ہو جائے ميں مرنا نہیں چاہتی: یا تو تم شهيد ہو جاؤ اور ميں صبر كروں یا دشمن كے مقابلے ميں كامیابی حاصل كرو كہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ چنانچہ جب حضرت سيدنا عبد اللہ بن زبير رضى اللہ تعالیٰ عنہ (ظالم و جابر حكمران حجاج كا مقابلہ كرتے ہوئے) شهيد ہو گئے اور حجاج نے ان كو سولی پر لٹكا دیا تو آپ رضى اللہ تعالیٰ عنہا شدید بڑھاپے كے باوجود حجاج كے صاحبِ جُوس كر دینے پر وہاں تشریف لائیں اور یہ منظر ديكھ كر اسے مخاطب كرتے ہوئے فرمایا: كیا ابھی اس سوار كے اترنے كا وقت نہیں آیا؟^۱

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر كر بلا كے بعد

پیارى پیارى اسلامی بہنو! ایک غیر ملكى تحقیقى ادارے كی رپورٹ كے مطابق اس وقت دنیا بھر ميں مسلمانوں كی آبادی ایک ارب ساٹھ كروڑ سے زیادہ ہو چكى ہے جو دنیا كی آبادی كا 23 فیصد حصہ ہے۔ یعنی كہا جا سكتا ہے كہ تقریباً دنیا كا ہر چوتھا فرد مسلمان ہے، یہ تعداد كم ہونے كے بجائے دن بدن مزید بڑھ رہی ہے جس كی روك تھام كے ليے كُفر كے ایوانوں ميں زلزلے پھیلے اور وہ ہر ممكن طریقے سے اس سیلابِ رواں كے سامنے بند باندھنے كی كوششیں كر رہے ہیں۔ كہیں غیور ماؤں كے جواں سال بیٹوں كی سانسیں چھینی جا

[۱] جنتی زیور، ص ۵۲۷

[۲] استیعاب، ۱۵۴۴- عبد اللہ بن زبير... الخ، ۱/۵۴۲-۵۴۳ ملتقطاً

رہی ہیں تو کہیں عِفَّت و عِصْمَت کی پیکر دوشیزاؤں کے لحاظ بھائیوں کا خاتمہ کیا جا رہا ہے، کہیں پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دُکھیری اُمّت کی پردہ نشین خواتین کے سہاگ اُجاڑے جا رہے ہیں تو کہیں ان کی گود میں کھلنے والی نو خیز کلیوں کو مسلا جا رہا ہے۔ ظلم و ستم اور بَجَر و اِسْتَبْداد کا ایسا کون سا ذریعہ ہے جو باقی چھوڑا جا رہا ہے؟ آئے دِنِ نئے ہتھکنڈوں کے ذریعے اِسْلَام کے اس لہلہاتے دَرخت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ ایسے مذموم اِرادے رکھنے والوں کو معلوم نہیں:

دَوْرِ حیاتِ آئے گا قاتل، قُضا کے بعد ہے اِجتِدا ہمارى تِرى اِنتہا کے بعد
 قُتلِ حسینِ اَہل میں مَرگِ یزید ہے اِسْلَامِ زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کرب و بلا میں ڈوبی داستانِ ظلم و ستم

پیاری پیاری اِسْلَامی بہنو! ظلم و ستم کی منہ زور آندھیوں سے گھبرائیے نہیں، بلکہ اپنی ہمت بندھائے رکھئے اور جب بھی حوصلے پُشت ہونے لگیں تو کربلا کی دوپہر کے بعد کا وہ لرزہ خیز اور دزداناک منظر اپنی نگاہوں کے سامنے لائیے کہ جب صُبح سے دوپہر تک خاندانِ نبوت کے تمام چشم و چراغ اور دیگر عاشقانِ اہل بیت ایک ایک کر کے شہید ہو گئے، ان میں جگر کے ٹکڑے بھی تھے اور آنکھ کے تارے بھی، بھائی اور بہن کے لاڈلے بھی اور باپ کی نشانیاں بھی۔ ذرا اس ماحول میں خاندانِ نبوت کی ان خواتین کو بھی چشمِ تَصَوُّر سے دیکھئے جن میں سَرَوَرِ اَنْبِیَا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیٹیاں بھی ہیں تو سو گوارائیں اور پریشان

حال بہنیں بھی۔ ان میں وہ بھی ہیں جن کی گودیں خالی ہو چکی ہیں، جن کے سینے سے اولاد کی جدائی کا زخمِ رس رہا ہے، جن کی گود سے شیرخوار بچہ بھی چھین لیا گیا ہے اور جن کے بھائیوں، بھتیجیوں اور بھانجیوں کی بے گور و کفن لاشیں سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ روتے روتے جن کی آنکھوں کا چشمہ سوکھ گیا ہے۔ عورت ذات کے دل کا آگینہ یونہی نازک ہوتا ہے ذرا سی ٹھیس جو بڑداشت نہیں کر سکتا آہ!!! اس پر آج پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے کہ ہمارے یہاں ایک میّت ہو جاتی ہے تو گھر والوں کا کیا حال ہوتا ہے؟ غم گساروں کی بھیڑ اور چارہ گروں کی تلقینِ صبر کے باوجود آنسو نہیں تھمتے تو پھر کربلا کے میدان میں خاندانِ نبوت کی ان سو گوار عورتوں پر کیا گزری ہوگی جن کے سامنے بیٹوں، شوہروں اور عزیزوں کی لاشوں کا انبار لگا ہوا تھا، جو غمگساروں اور شریکِ حال ہمدردوں کے جھڑمٹ میں نہیں خونخوار دشمنوں اور سفاک درندوں کے زرعے میں تھیں۔ بالخصوص خاندانِ نبوت کی ان شہزادیوں پر شامِ غریباں قیامت سے کم نہ تھی، ایک طرف یزیدی لشکر میں خوشیوں کا چراغاں تھا تو دوسری طرف حرم کے پاسبانوں کے ہاں اندھیرا تھا، ایک طرف فتح کے شادیانے تھے تو دوسری طرف فضا پر موت کے سنائے تھے۔ زندگی کی یہ سو گوار اور اُداس رات کاٹے نہیں کٹ رہی تھی، رات بھر سسکیوں کی آواز آتی رہی، آہوں کا دھواں اٹھتا رہا اور رُوحوں کے قافلے اترتے رہے۔ آج پہلی رات تھی کہ خدا کا گھر بسانے کے لئے اہلِ حرم نے سب کچھ لٹا دیا تھا۔ آہ!!! کلیجہ شق کر دینے والے سارے اسباب اس رات میں جمع

ہو گئے تھے۔ بڑی مشکل سے صبح ہوئی، اُجالا پھیلا اور دن چڑھنے پر اونٹنی کی ننگی پیٹھ پر گلشن نبوت کے ان مڑجھائے ہوئے پھولوں کو رسیوں سے خوب جکڑ کر بٹھایا گیا کہ جُنُبِش (حَرَکَت) تک نہ کر سکیں۔ پھر اہل بیت کا یہ لُٹا پُٹا قافلہ جس وقت کربلا کے میدان سے رُخصت ہوا، وہ قیامت خیز منظر کیسا ہوگا!

قافلے اس طرح دنیا میں بہت کم جاتے ہیں	جس طرح آج کے دن اہل حَرَم جاتے ہیں
قافلہ ہے مَدَنی لوگ ہیں اولادِ علی	باشمی خیل ہیں اور آلِ رسولِ عربی
اہل بیتِ نبوی ہیں یہ اَسیرانِ بلا	سر و سامان ہے یاں بے سر و سامانی کا
آستینِ اشک سے تَرِجیب و گریبان سب چاک	منہ پہ تھی گردِ اَلَم آنکھیں تھیں خوں سے نمناک
دن کو راحت نہ کسی وقت نہ شب کو آرام	ساتھ خیمہ نہیں جس میں کہ ہو راتوں کو مقام
غَمِ شبیر نہاں دل میں کیے جاتے تھے	داغِ غَمِ تحفہٗ احباب لیے جاتے تھے
رنجِ تازہ بھی جو آتے تھے پے جاتے تھے	جانِ غم دیدہ کو گو صبر دیئے جاتے تھے
ضبطِ نالہ کریں تو سینہ پھٹا جاتا تھا	نہ کریں گریہ تو دل غم سے جلا جاتا تھا
کیا کہیں آکے وہ اس دُشت میں کیا کھوکے چلے	گھر سے آئے تھے یہاں کیا اور کیا ہو کے چلے ^①

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

قافلہ کی سوتے کوفہ روانگی

خاندانِ رسالت کا یہ تاراج قافلہ جب مقتل کے قریب سے گزرنے لگا تو خواتینِ اہل بیت بے تاب ہو گئیں۔ ضبط نہ ہو سکا تو آہ و فریاد کی صدا سے کربلا کی زمین ہل گئی۔ سیدہ

①..... شام کربلا، ص ۲۱۹ مستطاً

خاتونِ جنت كى لاڈلى بیٹی حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كا حال سب سے زیادہ رقت انگیز تھا۔ كسى نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كے ان جذبات كو اشعار كى شكل ميں كچھ یوں نقل كرنے كى كوشش فرمائی ہے:

سر میرے كوئی دوس نہ دیوں بہن تیری مجبور اے
كتھوں لیاواں كفن ميں تیرا انتھوں شہرِ مدینہ دور اے
تم سا كوئی غریب نہیں خستہ تن نہیں شہادت كے بعد گور نہیں اور كفن نہیں
ہائے ہائے پرانی ہستی ہے اپنا وطن نہیں واقف یہاں كسى سے یہ بیکس بہن نہیں
لا كر كفن پہناتی ميں مظلوم بھائی كو ہوتا اگر وطن تو ميں دفناتی بھائی كو^(۱)
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صَدَمَہٗ جانكاہ (جان كو گھلانے والے صدمے) كى بے خودی ميں حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے مدینے كى طرف رُخ كر لیا اور دل ہلا دینے والی آواز ميں اپنے نانا جان كو كچھ یوں مخاطب كیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!!! آپ پر آسمان كے فرشتوں كا سلام ہو، یہ دیکھئے! آپ كا لاڈلا حسین كر بلا كے میدان ميں بے گور و كفن ہے، خاك و خون ميں آلودہ ہے۔ نانا جان آپ كى تمام اولاد كو ان بد بختوں نے شہید كر دیا، آپ كى بیٹیاں قید ہیں، یہاں پر دیس ميں ہمارا كوئی ششاسا (جاننے والا) نہیں۔ نانا جان اپنے یتیموں كى فریاد كو پہنچئے۔ ابنِ جریر كا بیان ہے كہ دوست دشمن كوئی ایسا نہ تھا جو حضرت زینب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا كے اس بیان پر آبدیدہ نہ ہو گیا ہو، اسیرِ انِ خاندانِ نبوت كا قافلہ اشك بار آنكھوں اور جگر گداز

سكیوں كے ساتھ كر بلا سے رُخصت ہو كر كوفے كى طرف روانہ ہو گیا۔

دوسرے دن ظہر كے وقت اہل بیت كائٹا ہوا كارواں (قافلہ) كوفے كى آبادى ميں داخل ہوا، بازار ميں دونوں طرف سنگدل تماشاىوں كے ٹھٹ لگے ہوئے تھے، خاندانِ نبوت كى بى بیاں شرم و غيرت سے گڑى جارہى تھیں، سجدے ميں سر جھكالیا تھا كہ كسى غير محرم كى نظر نہ پڑ سكے، وفورِ غم (غم كى زیادتی) سے آنكھیں آشك بار تھیں، دل زور ہے تھے، اس احساس سے زخموں كى ٹیس (تكلیف) اور بڑھ گئی تھی كہ كر بلا كے میدان ميں قیامت ٹوٹنا تھی ٹوٹ گئی، اب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كے ناموس كو گلى گلى پھرایا جارہا ہے۔

كلمہ پڑھنے والی اُمت كى غيرت دُفن ہو گئی تھی۔ ابن زیاد كے بے غيرت سپاہى فتح كا نعرہ بلند كرتے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے۔ اہل بیت كى سواری قلعہ كے قریب پہنچی تو خاندانِ نبوت كى عورتیں اُتاری گئیں۔ امام زین العابدین اپنى والدہ اور پھوپھی كے ساتھ بندھے ہوئے تھے، ادھر بخار كى شدت سے ضعیف و ناتوانى انتہا كو پہنچ گئی تھی۔ اوٹ سے اترتے وقت غش آگیا اور بے حال ہو كر زمین پر گر پڑے، سر زخمى ہو گیا، خون كا فوارہ چھوٹنے لگا، یہ ديكھ كر حضرت زینب رَفِی اللہ تعالیٰ عنہا بے تاب ہو گئیں، ڈبڈبائى آنكھوں كے ساتھ کہنے لگیں: آلِ فاطمہ ميں ايك ہى عابد كا خون محفوظ رہ گیا تھا، چلو اچھا ہو اكو فے كى زمین پر یہ قرض بھی آدا ہو گیا۔

تاراج كارواں كى سوتے طیبہ روانگی

دوسرے دن یہ كارواں (قافلہ) دمشق روانہ ہوا تو جس آبادى سے گزر تا كُھرام پرپا ہو

جاتا۔ آخر کار دمشق پہنچے تو سب سے پہلے زحر بن قیس نے یزید کو فتح کی خبر سنائی۔ پہلے تو فتح کی خوشخبری سن کر یزید جھوم اٹھا لیکن اس ہلاکت آفریں اقدام کا ہولناک اُنجام جب نظر کے سامنے آیا تو کانپ گیا بار بار چھاتی پیٹتا تھا کہ ہائے اس واقعہ نے ہمیشہ کے لئے مجھے ننگِ اسلام بنا دیا۔

پیاری پیاری اسلامی بہنو! قاتل کی پشیمانی مقتول کی اہمیت تو بڑھاسکتی ہے پر قتل کا الزام نہیں اٹھاسکتی۔ پھر یزید نے شام کے سرداروں سے مشاورت کے بعد اگلے ہی دن نعمان ابن بشیر کی سرکردگی (سرداری) میں مع 30 سواروں کے اہل بیت کا یہ تاراج کارواں سوئے طیبہ روانہ کر دیا۔ پہاڑوں، صحراؤں اور ریگستانوں کو عبور کرتا ہوا یہ قافلہ مدینے کی طرف بڑھتا رہا، یہاں تک کہ جب حجاز کی سرحد شروع ہوئی تو اچانک سویا ہوا دزد جاگ اٹھا، رحمت و نور کی شہزادیاں اپنے چمن کا موسم بہار یاد کر کے مچل گئیں کہ کربلا جاتے ہوئے انہی راہوں سے گزری تھیں، اس وقت اپنے تاجداروں اور ناز برداروں کی شفقت و مہربانی کے سائے میں تھیں، ذرا چہرہ اُداس ہوا چارہ گروں کا ہجوم لگ گیا، پکلوں پہ ننھا سا قطرہ چمکا اور پیار کے ساگر میں طوفان اُٹھنے لگا۔ اب اسی راہ سے لوٹی ہیں تو قدموں کے نیچے کانٹے ہیں، تڑپ تڑپ کر قیامت بھی سر پہ اٹھالی تو کوئی تسکین دینے والا نہیں۔ لبوں کی جُنُبِش (حرکت) اور آبرو کے اشاروں سے اسیروں (قیدیوں) کی زنجیر توڑنے والے آج خود اسیرِ کرب و بلا ہیں۔

آخر جو نہی مدینے کی آبادی چمکی، صبر کا پیمانہ چھلک اٹھا، کلیجہ توڑ کر آہوں کا دھواں نکلا اور ساری فضا پہ چھا گیا۔ حضرت زینب، حضرت شہر بانو اور حضرت عابد بیمار اُلتے ہوئے

جذبات كى تاب نہ لاسكے۔ خاندانِ نبوت كے دزدناك نالوں سے زمين كا نپنے لگى، پتھروں كا كليجہ پھٹ گيا۔ كسى نے بجلى كى طرح سارے مدينے ميں يہ خبر دوڑادى كہ كربلا سے نبى زادوں كا ٹاها ہوا قافلہ آ رہا ہے، شہزادہٴ رسول كا كٹا ہوا سر بھى ان كے ساتھ ہے۔ يہ سنتے ہى ہر طرف كُھرام مچ گيا، قيامت سے پہلے قيامت آگى، وُفُورِ غَم (غم كى زيادتى) اور جذبہٴ بے خودى ميں اُٹل مدينہ باہر نكل آئے۔ جيسے ہى آمناسا منا ہوا اور نگا ميں چار ہونسيں دونوں طرف شورِ شِ غَم كى قيامت ٹوٹ پڑى، آہ و فغاں كے شور سے آسمان دُبل گيا، حضرت امام كا كٹا ہوا سر ديكھ كر لوگ بے قابو ہو گئے، دھاڑیں مار مار كر رونے لگے۔ حضرت زينب فرياد كرتى ہوئى مدينہ ميں داخل ہوئیں نانا جان! اُٹھئے! اب قيامت كا كوئى دن نہيں آئے گا، آپ كا سارا كنبہ لُٹ گيا، آپ كے لاڈلے شہيد ہو گئے، آپ كے بعد آپ كى اُمت نے ہمارا سہاگ چھين ليا، بے آب و دانہ آپ كے بچوں كو تڑپا تڑپا كے مارا، آپ كا لاڈلا حسين آپ كے نام كى دُھائى ديتا ہوا دنيا سے چل بسا، كربلا كے ميدان ميں ہمارے جگر كے ٹكڑے ہمارى نگاہوں كے سامنے دُج كئے گئے۔ نانا جان!! يہ حسين كا كٹا ہوا سر ليچئے! آپ كے انتظار ميں اسكى آنكھيں اب تيك كھلى ہوئى ہيں ذرا مَرِّ قَد (قبرِ مبارك) سے نكل كر اپنى آشفته نصيب بيٹیوں كا دزدناك حال ديكھئے۔ حضرت زينب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰى عَنْہَا كى اس پكار سے سننے والوں كے كليجے پھٹ گئے۔

پھر اُٹل بيت كا يہ تاراج كارواں جس دم اپنے امام كا كٹا ہوا سر لئے روضہٴ رسول پر حاضر ہوا، ہوايس رُك گئیں، گردشِ وقت ٹھہر گئى، پورى كائنات دم بخود تھى كہ کہیں آج ہى قيامت نہ آجائے۔ اس وقت كا دل گداز (دل كو نرم كرنے والا) اور رُوح فرسا (تكليف دہ) منتظر

ضبطِ تحریر سے باہر ہے۔ قلم کو یارا (طاقت، حوصلہ) نہیں کہ دردِ و آلم کی وہ تصویر کھینچ سکے جس کی یاد اہلِ مدینہ کو صدیوں تڑپاتی رہی۔ خاندانِ نبوت کے سوا کسی کو نہیں معلوم کہ حجرہ عائشہ میں کیا ہوا۔ کربلا کے فریادی اپنے نانا جان کی تڑبت (قبر مبارک) سے کس طرح واپس لوٹے؟ آشک بار آنکھوں پہ رحمت کی آستین کس طرح رکھی گئی؟ کربلا کے پسِ منظر میں مشیتِ الہی کا سرِ بستہ راز کن لفظوں میں سمجھایا گیا؟ مرقدرِ رسول (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مقدس) سے سیدہ کی خواب گاہ بھی دو ہی قدم کے فاصلے پر تھی، کون جانتا ہے کہ لاڈلے کو سینے سے لگانے اور اپنے یتیموں کے آنسو آنچل میں جذب کرنے کے لئے مامتا کے اضطراب میں وہ بھی کسی مخفی گزر گاہ سے اپنے بابا جان کی حریم پاک (مقدس بارگاہ) تک آگئی ہوں۔ تاریخ صرف اتنا بتاتی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بِلَک بِلَک کر کر بلا کی داستانِ زلزلہ خیز سنائی۔^①

نانا تمہارے پاس کریں کیا بیان ہم

أعدا کے ہاتھ سے ہوئے ہم پر ہیں کیا ستم

کیسے ذلیل و خوار کیے آلِ مصطفیٰ

رسوا کیا جہاں میں ہمیں وَاُخْصِيَتْ^②

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

①..... زلف و زنجیر، تاریخ کارواں، ص ۲۲ تا ۲۳ ملخصاً و بتغیر

②..... شام کربلا، ص ۲۴۱

گھر بار كى قربانى

پيارى پيارى اسلامى بہنو! یہ بڑے ہى دل گردے كا كام ہے كہ جن گليوں ميں بچپن گزرا ہو، جہاں اپنوں كى رونقيں ہوں، جہاں ماں باپ بہن بھائیوں كا پيار ملا ہو، اس جگہ اس شہر اور ان گليوں كو ہميشہ كے ليے چھوڑ ديا جائے، وہ بھى يوں كہ سب سے ناٹھ ہى ٹوٹ جائے، پھر اس پر مُشتراد (مزید) یہ كہ ان لوگوں كے ظُلم و ستم كى وجہ سے جانا پڑے جو كبھى مُشفق و مہربان اور عزت و احترام كرنے والے ہوں، يقيناً یہ ايك ايسى ذہنى اُذيت ہے جسے بَرداشت كرنا اور صبر و استِقلال سے كام ليना بہت ہى بہادرى كا كام ہے۔ دينِ اسلام سے مُشرف ہونے والوں كے ساتھ كفارِ مكہ كى سب ہمدردياں ختم كيا ہوں انہوں نے عاشقانِ خدا و مصطفےٰ پر ظُلم و ستم كى سب حدیں توڑ ڈالیں۔ ان كى سفاكى كى وجہ سے جب ہجرت كى اجازت ملی اور اپنے وطن كو چھوڑ دينے كا حُكم آيا تو صحابہ كرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ كى طرح بہت سى صَحَابِيَّاتِ طَيِّبَات رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے بھى اس حُكم پر لَبَّيْكَ كہتے ہوئے اپنے گھر بار اور وطنِ ديار كو خير باد كہہ ديا۔ البتہ! بعض صَحَابِيَّاتِ طَيِّبَات رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ كو ہجرت كے وقت ايسے دزدناك حالات و واقعات كا سامنا كرنا پڑا كہ آج بھى انہیں ياد كر كے دُردمند دل خون كے آنسو رو پڑتے ہيں۔ ذيل ميں ايسے ہى دو واقعات كو ملاحظہ فرمايے:

بنت رسول پر ظلم كى انتہا

حضرت سَيِّدُ تَنَازِيْب رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم كى سب سے بڑى شہزادى ہيں جو اعلانِ نبوت سے دس سال قبل مَكَّہ مَكْرَمَہ ميں پيدا ہوئیں یہ

ابتداءً اسلام ہى ميں مسلمان ہو گئى تھيں اور جنگ بدر كے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان كو مكہ سے مدینہ بلا لیا تھا مكہ ميں كافروں نے ان پر جو ظلم و ستم كے پہاڑ توڑے ان كا تو پوچھنا ہى كیا حد ہو گئى كہ جب يہ ہجرت كے ارادے سے اونٹ پر سوار ہو كر مكہ سے باہر نكلیں تو كافروں نے ان كا راستہ روك لیا اور ايك بدنصيب كافر ہمار بن اسود جو بڑا ہى ظالم تھا، نے نیزہ مار كر ان كو اونٹ سے زمين پر گرادیا جس كے صدمہ سے ان كا حمل ساقط ہو گیا يہ ديكھ كر ان كے ديور كنانہ كو جو اگرچہ كافر تھا ايك دم طيش آگيا اور اس نے جنگ كے لئے تير كمان اٹھا لیا يہ ناخبراد ديكھ كر ابوسفیان نے درميان ميں پڑ كر راستہ صاف كرادیا اور يہ مدینہ متوّرہ پہنچ گئیں۔ حضور اكرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم كے قلب كو اس واقعہ سے بڑى چوٹ لگی، پُچّا نہ آپ نے ان كے فضائل ميں يہ ارشاد فرمایا كہ ہى افضل بناتى اُصِيبَتْ فِىَّ يہ ميرى بيٹیوں ميں اس اعتبار سے بہت فضيلت والى ہے كہ ميرى طرف ہجرت كرنے ميں اتنى بڑى مصيبت اٹھائى۔^①

بيٹے اور خاوند كى جدائى كا غم

اسى طرح جب حضرت سَيِّدُنا ابو سلمہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شريف كى طرف ہجرت كا پختہ ارادہ كیا تو اونٹ پر كجاوہ باندھ كر اپنى زوجہ حضرت سَيِّدَتُنَا ام سلمہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہا اور اپنے بيٹے حضرت سلمہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہ كو بھى كجاوے ميں بٹھالیا۔ ابھى وہ اونٹ كى نكيل پكڑ كر چلے ہى تھے كہ حضرت سَيِّدَتُنَا ام سلمہ رَضِيَ اللہ تعالیٰ عنہا كے ميكے والوں يعنى بنو

مُغیرہ نے انہیں دیکھ لیا۔ چُناچہ وہ کہنے لگے: تمہیں تو ہم نہیں روک سکتے لیکن ہمارے خاندان کی اس لڑکی کے بارے میں تم کیا چاہتے ہو؟ ہم کیوں اسے تمہارے پاس چھوڑ دیں کہ تم اسے شہر بہ شہر لئے پھرو؟ یہ کہہ کر انہوں نے اونٹ کی نکیل ان سے چھینی اور آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو ان سے علیحدہ کر دیا۔ اس پر حضرت سَیِّدُنا ابو سلمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے خاندان یعنی بنو عَبْدُ اللّٰہ کے لوگوں کو طیش آگیا اور انہوں نے غَضَبِ ناک ہو کر کہا: بخدا! جبکہ تم نے اُمّ سلمہ کو اس کے شوہر سے علیحدہ کر دیا ہے جو ہمارے خاندان میں سے ہیں تو ہم ہر گز ہر گز ابو سلمہ کے بیٹے سلمہ کو اس کے پاس نہیں رہنے دیں گے کیونکہ وہ بچہ ہمارے خاندان کا ہے۔ پھر اسی تُو تکار میں بنی عَبْدُ اللّٰہ والے حضرت سَیِّدُنا اُمّ سلمہ کے بیٹے کو لے کر چل دیئے اور آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کو بنو مُغیرہ کے لوگوں نے اپنے پاس روک لیا۔ حضرت ابو سلمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ چونکہ حَلَمِ خدا اور رسول پر لَبَّکِیت کہتے ہوئے ہجرت کا پختہ ارادہ فرما چکے تھے، چُناچہ انہوں نے اپنے بیٹے اور بیوی کا مُعاملہ سُپرِ دِخدا کیا اور بیوی اور بچے دونوں کو چھوڑ کر تنہا سوئے مدینہ چل پڑے۔ ادھر حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا شوہر اور بچے کی جُدائی پر ہر صُبحِ وادیِ مکہ کے باہر بیٹھ کر روتی رہتیں۔ اسی طرح تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک دن آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا کا ایک چچا زاد بھائی آپ کے پاس سے گزرا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس کے دل میں آپ کے لیے نرم گوشہ پیدا فرمایا۔ لہٰذا اس نے بنو مُغیرہ کو سمجھایا کہ تم نے اس مسکینہ کو اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا

ہے اور اسے کیوں نہیں جانے دیتے...!! بالآخر بنو مُغیرہ نے اس پر راضا مند ہوتے ہوئے حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے کہا: اگر چاہو تو اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ۔ پھر حضرت ابو سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خاندان والوں نے بچے کو حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے سپرد کر دیا۔ حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہوئیں اور تنہا جانبِ مدینہ روانہ ہو گئیں۔^①

ہجرت کرنے والی چند دیگر صحابیات

پیاری پیاری اسلامی بہنو! ذیل میں چند صحابیات طیبات رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے اسمائے گرامی درج ہیں کہ جنہوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی:

نبی رَحْمَت، شفیع اُمّت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جن ازواجِ مطہرات نے ہجرت فرمائی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

- ﴿1﴾ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا سوہبث زمرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا
- ﴿2﴾ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا اُمّ حبیبہ بنت ابو سفیان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا
- ﴿3﴾ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا اُمّ سلمہ بنت ابو امیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا^②
- ﴿4﴾ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا^③



①..... سیرت ابن ہشام، ذکر المهاجرین الی المدینۃ، المجلد الاول، ۲/۸۵

②..... سیرت ابن ہشام، ذکر الهجرة الاولى الی ارض الحبشة، المجلد الاول، ۱/۲۰۶ تا ۲۱۱

③..... شرح زرقانی، ذکر بناء المسجد النبوی... الخ، ۲/۱۸۶

﴿5﴾ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدَتُنَا حفصہ بنتِ عمر رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا^①

﴿6﴾ اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدَتُنَا زَيْنَب بنتِ جَحْش رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا۔^②

ہجرت کرنے والی صحابیات طیبات رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چاروں شہزادیاں بھی شامل ہیں، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

﴿1﴾ حضرت سَيِّدَتُنَا فاطمَةُ الزَّهْرَا رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

﴿2﴾ حضرت سَيِّدَتُنَا اُمُّ کلثوم رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

﴿3﴾ حضرت سَيِّدَتُنَا رُقَیْہَہ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا

﴿4﴾ حضرت سَيِّدَتُنَا زَيْنَب رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا۔^③

سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواجِ مطہرات اور شہزادیوں کے علاوہ جن دیگر صحابیات طیبات رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ نے ہجرت فرمائی اور دین کی خاطر اپنا گھر بار سب کچھ چھوڑا۔ ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

﴿اسماء بنتِ ابی بکر﴾ اُمِّ اَیْمَن ﴿امِّ رومان﴾ سہلۃ بنتِ سہیل ﴿لَبیلۃ﴾

بنتِ ابی حنظلہ ﴿امینہ بنتِ خلف﴾ ریطہ بنتِ حارث ﴿رملہ بنتِ ابی عوف﴾ اشما بنتِ عمیس ﴿امِّ کلثوم بنتِ سہیل﴾ امِّ حرملہ بنتِ عبد

① اسد الغابہ، ۲۸۵۲-حفصہ بنت عمر، ۷/۷۷

② سیرت ابن ہشام، ذکر المهاجرین الى المدینة، المجلد الاول، ۲/۸۸

③ شرح زرقانی، ذکر بناء المسجد النبوی... الخ، ۲/۱۸۶

④ شرح زرقانی، ذکر بناء المسجد النبوی... الخ، ۲/۱۸۶

الْأَسْوَدُ * فَاطِمَةُ بِنْتُ مُجَلَّلٍ * فُكَيْهَةُ بِنْتُ يَسَارٍ * بَرَكَةُ بِنْتُ يَسَارٍ ① * قُتَيْبَةُ
 بِنْتُ عَلْقَمَةَ ② * أُمُّ يَقْظَةَ بِنْتُ عَلْقَمَةَ ③ * خُزَيْمَةُ بِنْتُ جَهْمٍ ④ * حَمْنَةُ بِنْتُ
 جَحْشٍ * أُمُّ حَبِيبٍ بِنْتُ جَحْشٍ * جُذَامَةُ بِنْتُ جَنْدَلٍ * أُمُّ قَيْسٍ
 بِنْتُ مُحْصَنٍ * أُمُّ حَبِيبٍ بِنْتُ ثُمَامَةَ * آمَنَةُ بِنْتُ هُرَاقِيشٍ اور * سَخْبَرَةُ بِنْتُ
 تَمِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ۔ ⑤

آج دين كيا چاہتا ہے؟

پيارى پيارى اِسلامى بہنو! صحابیاتِ طہیبات رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ كى مَدُّ كُورہ بالا
 قربانیوں سے ہمیں درس حاصل كرنا چاہیے، آج دنیا كے أَكْثَرُ خِطُّوں ميں بسنے والے
 كروڑوں مسلمانوں كو اس قَدَّرِ آسانیاں مَيَسَّرِ ہيں كہ دِئِنِ اِسلام ان ميں سے كسى سے گھر
 بار چھوڑنے كا تقاضا كرتا ہے نہ كسى سے خون كا نذرانہ مانگتا ہے، آج كسى كو دين كيلئے بہن
 بھائیوں اور ديگر اَعْزَاوِ اقْرَبَا كى ہميشہ كے ليے جُدائى بَرَدَاشْتِ كرنے كى حاجت ہے نہ دين
 كى خاطر ہجرت كر كے ديار غير كى صُعوْبَتِيں (تَكْلِيفِيں) جھيلنے كى كوئى ضرورت۔ ليكن اگر كبھى
 كوئى ايسا وقت آجائے تو مسلمان قوم كى ماؤں، بہنوں اور بيٹیوں كو صحابیاتِ طہیبات رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ كى دين كى خاطر دى گئى قربانیوں كو پيشِ نظر ركھتے ہوئے ڈٹ كر ان كا مُقابَلہ

①..... سيرت ابن هشام، ذكر الهجرة الاولى الى ارض الحبشة، المجلد الاول، ۲۰۶/۱ تا ۲۱۴

②..... اسد الغابہ، ۴۲۲۸- قهطم بنت علقمه، ۴/۲۳۸

③..... اسد الغابہ، ۶۳۵- ام يقظه بنت علقمه، ۴/۳۹۹

④..... اسد الغابہ، ۶۸۷- خزيمه بنت جهم، ۴/۸۷

⑤..... سيرت ابن هشام، ذكر المهاجرين الى المدينة، المجلد الاول، ۲/۸۸

كرنا چاہئے اور اگر جان بھى قربان كرنا پڑے تو كہى ماتھے پر پسینہ نہ آنا چاہئے۔

البتہ! آج دين كى كيا عالت ہے، اس كى كسى نے كيا ہى خوب منظر كشى ہے:

اے خاصہ خاصانِ رُسل وِقتِ دُعا ہے
جو دين بڑى شان سے اُكلا تھا وِطن سے
جس دين كے مَدِ غوث تھے كہى قيصر و كسرى
وہ دين ہوئى بزمِ جہاں جس سے فُروزاں
جو كچھ ہے وہ سب اپنے ہى ہاتھوں كے ہيں كرتوت
دِيكھيں ہيں يہ دن اپنى ہى غفلت كى بدولت
فرياد اے كشتى اُمت كے نكھياں
كر حق سے دُعا اُمتِ مَرُحوم كے حق ميں
اُمت ميں ترى نيك بھى ہيں بد بھى ہيں ليكن
اِيماں جسے كہتے ہيں عقيدے ميں ہمارے
جو خاك ترے در پہ ہے جازوب سے اُڑتى
جو شہر ہوا تيرى ولادت سے مُشرَف
جس ملك نے پائى ترى ہجرت سے سَعادت
كل ديكھئے پيش آئے غلاموں كو ترے كيا
ہم نيك ہيں يا بد ہيں بالآخر ہيں تمہارے
تدبير سنھلنے كى ہمارے نہيں كوئى
صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّي اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى مُحَمَّد

پيارى پيارى اِسلامى بہنو! آج دين ہم سے فقط يہ تقاضا کر رہا ہے:

❁ اے کاش! ہم اس كى خاطر وقت كى قربانى دينے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! ہم صراطِ مستقيم پر چلنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! اپنے گھر والوں كو صراطِ مستقيم پر چلانے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! دُنيوى فُصولِ رسم وِ رواج كو قربان کرنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! گناہوں سے قُطع تَعَلُّق کرنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! غُرور و تکبر اور اُنا کا گلا گھونٹنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! تبليغِ قرآن و سنت كى عالمگير غير سياسى تحريك دَعْوَتِ اِسلامى كے مَدَنِى

مَآخُول سے وابستہ نہ ہو كر اپنى آخِرَت كو سنوارنے كى فِكر کرنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! جھوٹ اور غيبت جيسى ديگر جہنم ميں لے جانے والى باتوں كے خِلاف

جنگ كو جارى رکھنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! حَسَد و غيرہ جيسے مہلڪ گناہوں سے بچنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! نَفْس و شيطان كى مَكَّارى سے بچنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! عِشْقِ خُدا و مصطفےٰ رکھنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! سنّتوں كى شيدائى بن جائیں۔

❁ اے کاش! سنّتوں كا پرچار کرنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! پردہ کرنے والياں بن جائیں۔

❁ اے کاش! فيشن كى مَحْضُوت سے بچنے والياں بن جائیں۔

❁ اے كاش! صوم و صلوٰۃ كى پابندى كرنے والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! ماں باپ كى تابعدارى كرنے والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! شرّم كا دامن تار تار كرنے كے بجائے حیا والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! گانے باجوں كا شوق ركھنے كے بجائے نعتِ رسول پڑھنے والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! فضول خرچى كرنے والیاں بننے كے بجائے قناعت كرنے والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! اپنى چادر سے زياده پاؤں پھيلانے كے بجائے اپنى چادر ديكھ كر پاؤں پھيلانے والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! مال سے محبت كرنے والیاں بننے كے بجائے راہِ خدا ميں مال خرچ كرنے والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! اللہ عزّ و جلّ كى نافرمان بننے كے بجائے اس كى فرمانبردار بندیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! اپنى اور سارى دنيا كے لوگوں كى اصلاح كى حقيقى كوشش كرنے والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! صحابیّاتِ طيّبات رَفِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ كى سیرت پر چلنے والیاں بن جائیں۔

❁ اے كاش! ایمان كى سلامتى چاہنے والیاں بن جائیں۔

اے کاش! ایمان پر خاتمہ کا شرف پانے والیاں بن جائیں۔

پیارى پىارى اِسلامى بہنو! صَحَابِيَّاتِ طَيِّبَاتِ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے جو قربانیاں دی ہیں، اگرچہ ہمارا آج کا عمل اس کے ہزارویں حصے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا، لیکن اگر ان نُفُوسِ قُدْسِیَّہ کے نقشِ قدَم پر چلتے ہوئے ہم دینِ اسلام کی پاسداری کریں اور شریعت کے مطابق زندگی بسر کریں تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کا فیضان ضرور حاصل ہو گا اور قَوِی اُمید ہے کہ دنیا سے رُخصت ہوتے وقت ہمارا ایمان پر خاتمہ ہو گا۔

ایمان کی سلامتی

پیارى پىارى اِسلامى بہنو! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دَعْوَتِ اِسلامی کے مہکے مہکے مدنی ماحول سے وابستہ رہ کر فکرِ آخرت کی مدنی سوچ ملتی ہے اور ایسی بہت سی مدنی بہاریں بھی موجود ہیں کہ کئی اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی بوقتِ وصال ایمان پر رُخصتی ہوئی۔ کیونکہ وہ خوش نصیب ہے جو اس دنیا سے کَلِمَہ پڑھتے ہوئے رُخصت ہو۔ جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنت نشان ہے: جس کا آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (یعنی کَلِمَہ طَیِّبَہ) ہو وہ داخلِ جنت ہو گا۔^(۱) چنانچہ، سانگھڑ (باب الاسلام سندھ) کے ایک اسلامی بھائی کا حَلَفِیَّہ بیان ہے کہ میری بہنِ بَیْتِ عبد الغفار عطارِیہ کو کینسر (Cancer) کے مُؤذِی مَرَض نے آلیا۔ آہستہ آہستہ حالتِ بگڑتی گئی۔ ڈاکٹروں کے مشورہ پر آپریشن کروایا، طبیعت کچھ سنبھلی مگر کم و بیش ایک سال بعد

[۱]..... ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب فی التلقین، ص ۵۰۳، حدیث: ۳۱۱۶

مرض نے دوبارہ زور پکڑا تو راجپوتانہ اسپتال (Hospital) (زمزم نگر (حیدرآباد) باب الاسلام سندھ) میں داخل کر دیا گیا۔ ایک ہفتہ اسپتال میں رہیں مگر حالت مزید ابتر (خراب) ہوتی چلی گئی۔ اچانک انہوں نے بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد شروع کر دیا، کبھی کبھی درمیان میں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلٰی الْاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ یَا حَبِیْبُ اللّٰہ بھی پڑھتیں۔ بلند آواز سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا ورد کرنے سے پورا کرہ گونج اٹھتا تھا، عجیب ایمان افروز منظر تھا، جو آتما مزاج پُرسی کرنے کے بجائے لگے ساتھ ذِکْرُ اللّٰہ شروع کر دیتا۔ ڈاکٹرز (Doctors) اور اسپتال (Hospital) کا عملہ حیرت زدہ تھا کہ یہ اللہ عزوجل کی کوئی مقبول بندی معلوم ہوتی ہے ورنہ ہم نے تو آج تک مریض کی چیخیں ہی سنی ہیں اور یہ شکوہ کرنے کے بجائے مسلسل ذِکْرُ اللّٰہ میں مصروف ہیں۔ تقریباً 12 گھنٹے تک یہ کیفیت رہی، اذان مغرب کے وقت اسی طرح بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے کرتے ان کی رُوْح قَفْصِ غَضْرٰی سے پرواز کر گئی۔^①

اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔

فَضْل و کَرَم جس پر بھی ہوا اُس نے مرتے دم کلمہ

پڑھ لیا اور جنت میں گیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ^②

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبٰی الامِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

①..... فیضان سنت، پیٹ کا قتل مدینہ، ص ۶۵۳

②..... فیضان سنت، فیضان بسم اللہ، ص ۳۹

ماخذ و مراجع

کتاب	مطبوعہ	مکتب	مطبوعہ
قرآن مجید	*****	سیرت ابن ہشام	دار الفجر مصر ۱۴۲۵ھ
کنز الایمان	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ ۱۴۳۲ھ	معرفة الصحابة	دار الوطن عرب شریف ۱۴۱۹ھ
صحیح البخاری	دار المعرفة بیروت ۱۴۲۸ھ	الاستیعاب	دار الفكر بیروت ۱۴۲۷ھ
سنن ابن ماجہ	دار الكتب العلمية بیروت 2009ء	الروض الأنف	دار الكتب العلمية بیروت
سنن ابی داود	دار الكتب العلمية بیروت ۱۴۲۸ھ	صفة الصفوة	دار الكتب العلمية ۱۴۲۷ھ
مسند احمد	دار الكتب العلمية بیروت ۱۴۲۹ھ	اسد الغابة	دار الكتب العلمية بیروت ۱۴۲۹ھ
المعجم الكبير	دار الكتب العلمية بیروت 2007ء	الاصابة	المكتبة التوفيقية مصر
کتاب المغازی	عالم الكتب بیروت ۱۴۰۴ھ	تاریخ الخلفاء	دار الكتب العلمية بیروت 2008ء

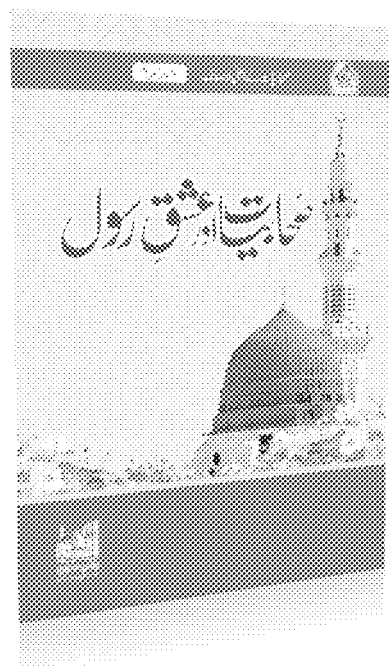
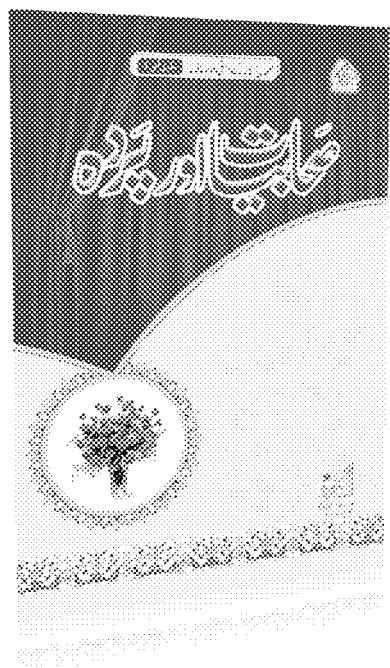
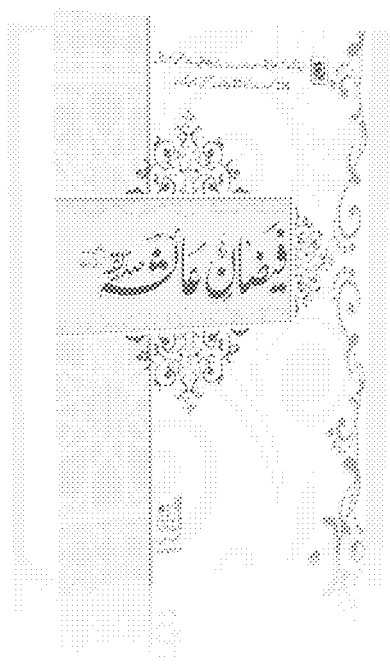
فتوح الشام	دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۱۷ھ	سبل الهدى والرشاد	دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۱۲ھ
شرح الزرقانى	دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۱۷ھ	حدائق بخشش	مكتبة المدينة، باب المدينة ۱۴۳۳ھ
سيرت مصطفیٰ	مكتبة المدينة، باب المدينة ۱۴۲۹ھ	ذوق نعت	شبير برادرز لاہور ۱۴۲۸ھ
شام كربلا	ضياء القرآن پبليڪيشنز لاہور	نور ايمان	دار الاسلام لاہور ۱۴۳۳ھ
صحابہ کرام کا عشق رسول	مكتبة المدينة، باب المدينة ۱۴۲۹ھ	شاهنامہ اسلام مکمل	الحمد پبلي کيشنز 2006ء
زلف و زنجير	زاهد بشير پرنٹرز لاہور	فيض ان سنت	مكتبة المدينة، باب المدينة ۱۴۲۸ھ
جنتی زيور	مكتبة المدينة، باب المدينة ۱۴۲۷ھ		

فہرست

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر	موضوع
	دین کی خاطر اذیتیں برداشت کرنے	1	دُرود شریف کی فضیلت
6	والی صحابیات طہبات	2	راہِ خدا میں پہلی جان کی قربانی
7	ظلم و ستم کی آندھیاں	4	دین قربانی چاہتا ہے

29	خالو، بھائی اور شوہر كى قربانى	7	صابرہ خاتون
30	صبر و ايثار كى اعلیٰ مثال	8	بينائی لوٹ آئی
32	بنتِ صديق اكبر كى قربانیاں	9	مارتے مارتے تھك جاتے
33	اسلام زندہ ہوتا ہے ہر كر بلا كے بعد	10	چہرہ لہو لہان ہو گیا
34	كرب و بلا ميں ڈوبى داستانِ ظلم و ستم	11	اُمّ بلال پر مظالم كى انتہا
36	قافلہ كى سوئے كوفہ رواگى	12	شكارى خود شكار ہو چلے
	تاراج كارواں كى سوئے طيبہ	14	گھبرا ئے مت!
38	رواگى	15	راہِ خدا ميں كيسى چيز پيش كى جائے؟
42	گھر بار كى قربانى	16	مال كى قربانى
42	بنتِ رسول پر ظلم كى انتہا	16	كنگن حكم سركار پر قربان
43	بيٹے اور خاوند كى جدائى كا غم	18	جان كى قربانى
45	ہجرت كرنے والى چند ديگر صحابيات	18	جان سے بھى زيادہ سركار سے محبت
47	آج دين كيا چاہتا ہے؟	19	جان دين يا كسى كى جان لینا
51	ايمان كى سلامتى	25	اعزاء و اقربا اور اہل و عيال كى قربانى
53	ماخذ و مراجع	26	چار بيٹے قربان كرنے والى ماں
		27	باپ، بھائی اور شوہر كى قربانى

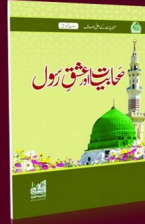




نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں رضائے الہی کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ❁ سنتوں کی تربیت کے لئے مدنی قافلے میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ”فکرِ مدینہ“ کے ذریعے مدنی اِثاعات کا رسالہ پُر کر کے ہر مدنی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنالیں۔

میرا مدنی مقصد: ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ اپنی اصلاح کے لیے ”مدنی اِثاعات“ پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مدنی قافلوں“ میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ



ISBN 978-969-631-835-4



0125584



MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net